جنوری ۲۰۲۶ء

DIRECTORATE OF ELECTRONIC MEDIA AND PUBLICATIONS

پاک جمہوریت

وزارتِ اطلاعات ونشریات کا جریدہ

جلد: 66 شمارہ: 01

معاشی استحکام اولین ترجیح

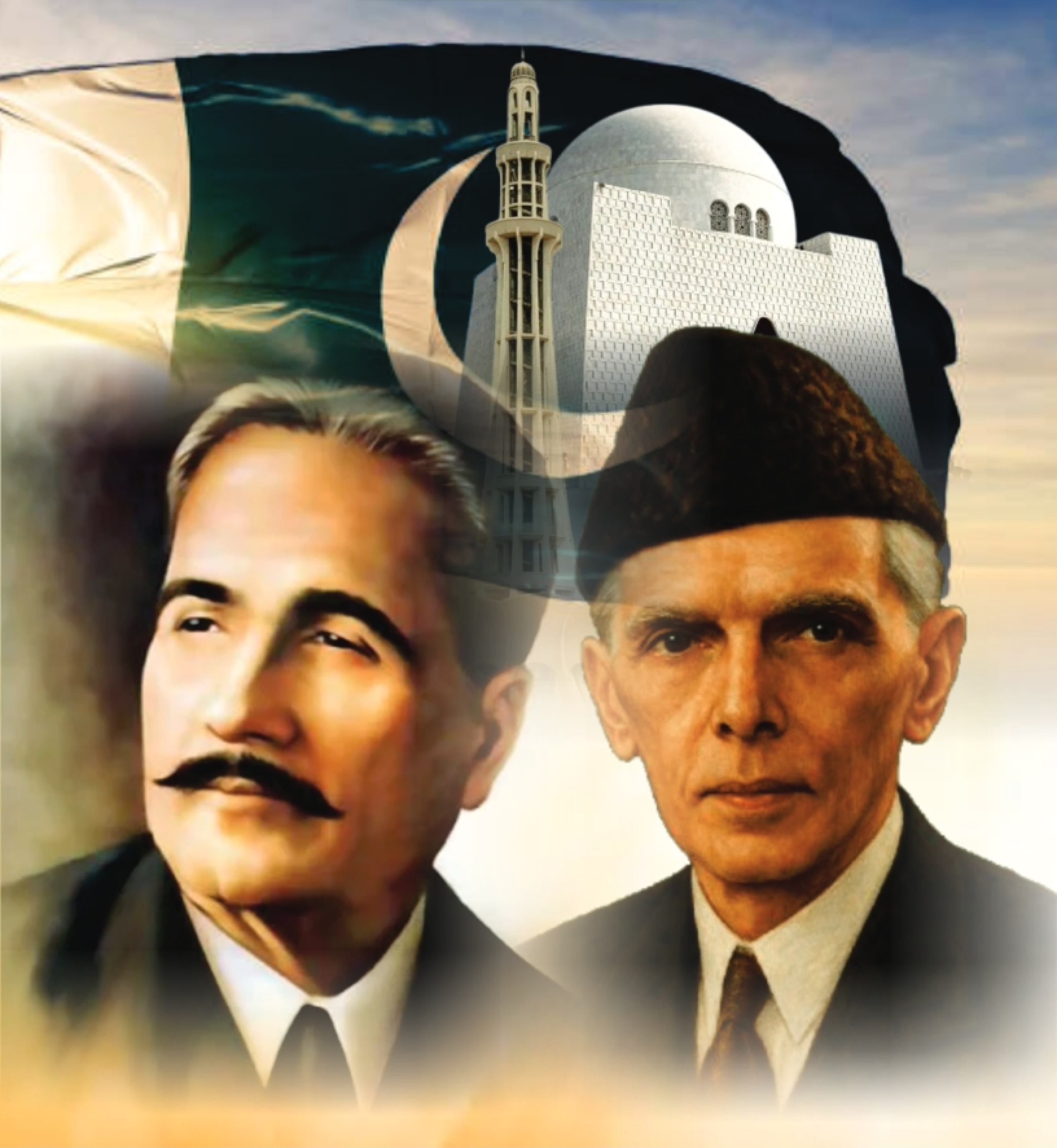

جنوری ۲۰۲۶ء

پاک جمہوریت

وزارتِ اطلاعات ونشریات کا جریدہ

جلد:66 شمارہ:01

	ادار یہ		۵
۱۔	نئے سال کا نئے عزم کے ساتھ آغاز قومی ترجیحات، عوامی توقعات اور بیرونی محاذ	محمد زکریا	۶
۲۔	معاشی استحکام اولین ترجیح جذبات نہیں فیصلے	ناصر نقوی	۱۳
۳۔	قانون کی حکمرانی کے لیے حکومت کے اقدامات	امتیاز احمد تارڑ	۱۹
۴۔	بدعنوانی۔۔۔برداشت کی گنجائش نہیں	رباب زہرا	۲۶
۵۔	ماحولیاتی تحفظ اور ماحولیاتی آلودگی کم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات	کنول افتخار	۳۲
۶۔	پاکستان کی ٹیکنالوجی اور جدت کی طرف پیش قدمی	حمیرا صادق قریشی	۳۷

نگرانِ اعلیٰ: ثمینہ فرزین
نگران: محمد سلیم
مینجنگ ایڈیٹر: شبیہہ عباس
ایڈیٹر: مائرہ جاوید
ڈیزائنر: محمد وسیم

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز،
291۔اے،ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور
انتظامیہ: 042-99333909
مدیر: 042-99333912
email:editor@pakjamhuriat.org

انتباہ

ادارے اور میگزین ''پاک جمہوریت'' کا مقصد عوام الناس کو آگاہ کرنا اور بہترین مواد مہیّا کرنا ہے۔ البتہ شمارے میں شامل تمام مضامین مصنفین کی ذاتی آراء پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا ادارے یا ادارے کے کسی فرد پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

اداریہ

نیا سال شروع ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ نئی امیدیں اور عزم بھی جنم لے رہے ہیں۔ ہمیں خود سے یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ اس بار سب کچھ مختلف ہوگا۔ ہم گزشتہ سال کی اُن تمام کوتاہیوں پر قابو پائیں گے جنہوں نے ہمارے ملک، اسلامی جمہوریہ پاکستان، کی ترقی میں رکاوٹ ڈالی۔ ہمیں معاشی خوشحالی کے لیے متحد ہونا ہوگا۔ وزیرِ خزانہ کی جانب سے متعارف کرائی گئی معاشی پالیسیاں بظاہر سخت ہیں، مگر ہمارا پختہ یقین ہے کہ یہی پالیسیاں ملک کو آگے بڑھائیں گی اور ترقی کی رفتار تیز کریں گی۔ عوام کو ٹیکس ادا کرنے اور قوانین کی خلاف ورزی پر جوابدہ ہونے کی عادت اپنانا ہوگی۔ رشوت کا کلچر ختم ہونا چاہیے۔ سرکاری ملازمین کی کارکردگی معیار کے مطابق ہونی چاہیے۔ انہیں غیر ضروری دباؤ کے بغیر، اپنی ذاتی ذمہ داری اور عزم کے تحت کام کرنا چاہیے۔ پنجاب حکومت نے اس ضمن میں مختلف اقدامات کیے ہیں جن کے مثبت نتائج سامنے آرہے ہیں۔ حکومتِ پاکستان، خصوصاً پنجاب حکومت، نے نظام کو مؤثر بنانے کے لیے جدید ٹیکنالوجی سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی سرگرمیوں کے ماحولیاتی اثرات پر بھی توجہ دینی ہوگی۔ انسانی زندگی کا ماحول پر بوجھ پڑتا ہے، جسے کم کرنے کے لیے مزید اقدامات ناگزیر ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ یہ سال ہر محاذ پر پاکستان کے لیے خوشحالی لے کر آئے۔

شکریہ

ایڈیٹر پاک جمہوریت

2026

نئے سال کا نئے عزم کیساتھ آغاز

قومی ترجیحات، عوامی توقعات اور بیرونی محاذ

محمد زکریا
(مصنف، کالم نگار ہیں اور پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں)

پاکستان 2026 میں ایک ایسے تاریخی موڑ پر کھڑا ہے جہاں اس کے داخلی حالات اور خارجی تعلقات ایک دوسرے سے اس قدر وابستہ ہو چکے ہیں کہ کسی ایک شعبے میں عدم توازن پورے ریاستی نظام کو متاثر کر سکتا ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں سیاسی عدم استحکام، معاشی دباؤ، دہشت گردی کی نئی لہر اور بدلتی ہوئی عالمی سیاست نے پاکستان کے لیے غیر معمولی چیلنجز پیدا کیے ہیں۔ ایسے میں یہ سوال غیر معمولی اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ پاکستان کو 2026 میں کن داخلی اور خارجی مسائل پر سنجیدہ، مربوط اور دور رس توجہ مرکوز کرنی ہوگی تاکہ ریاستی استحکام، قومی سلامتی اور عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنایا جا سکے۔

داخلی سطح پر سب سے سنگین مسئلہ ایک بار پھر دہشت گردی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اگرچہ پاکستان نے 2001 سے 2018 تک دہشت گردی کے خلاف ایک طویل جنگ لڑی اور بڑی حد تک امن بحال کیا، مگر 2021 کے بعد حالات نے دوبارہ تشویشناک رخ اختیار کر لیا ہے۔ دہشت گردی اب اپنی روایتی شکل میں نہیں رہی بلکہ یہ ایک پیچیدہ اور ہائبرڈ نوعیت اختیار کر چکی ہے، جس میں مسلح حملوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی پروپیگنڈا، سوشل میڈیا کا استعمال، فرقہ وارانہ نفرت اور سرحد پار سہولت کاری شامل ہے۔ تحریک طالبان پاکستان، داعش خراسان اور بعض علیحدگی پسند عناصر نے ریاست کی رٹ کو چیلنج کرنے کی کوششیں تیز کر دی ہیں، جس کا براہِ راست اثر عوامی سلامتی، سرمایہ کاری اور قومی اعتماد پر پڑ رہا ہے۔ پاکستان کو دہشت گردی کے مسئلہ پر نہایت سنجیدگی سے توجہ مبذول کرنی ہوگی اور آخری دہشت گرد کے خاتمے تک بھرپور کارروائی کرنا ہوگی۔

پاکستانی حدود میں بیرونی مداخلت کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔ طالبان حکومت کو پابند کرنا ہوگا کہ وہ افغان سرزمین کو پاکستان مخالف قوتوں کے سپرد ہرگز نہ کرے۔ پاکستان پرامن ہمسائیگی پر یقین رکھتا ہے اور امن کیلئے جتنی قربانیاں چاہے معاشی طور پر ہوں یا انسانی جانوں کی صورت میں پاکستان نے دی ہیں، اس کی نظیر ملنا شاید محال ہے۔ افغان حکومت کو پاکستان اور ٹی ٹی پی میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا تا کہ پاکستان پر واضح ہو جائے کہ افغان حکومت ہماری دوست یا ہمارے مخالفین کی دوست ہے۔

داخلی سلامتی کے ساتھ ساتھ سیاسی عدم استحکام پاکستان کا ایک اور بنیادی مسئلہ ہے جو تقریباً ہر قومی بحران کی جڑ بن چکا ہے۔ گزشتہ ایک دہائی میں سیاسی پولرائزیشن اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مکالمے کی روایت تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کو ریاست دشمن قرار دینے میں مصروف ہیں، جس کے نتیجے میں اداروں پر دباؤ بڑھتا ہے اور جمہوری نظام کمزور ہوتا ہے۔ بار بار حکومتوں کی تبدیلی، احتجاجی سیاست اور غیر یقینی حالات نے پالیسیوں کے تسلسل کو نقصان پہنچایا ہے، جس کا خمیازہ معیشت، خارجہ تعلقات اور عوامی اعتماد کو بھگتنا پڑتا ہے۔ پاکستان کو سیاسی عدم استحکام کا ضرور حل نکالنا ہوگا کیونکہ جب تک سیاسی استحکام نہیں آئے گا تب تک پاکستانی معیشت بہتر ہو سکتی ہے اور نہ ہی بیرونی دنیا میں تشخص کی بحالی ممکن ہے۔

افغانستان میں طالبان کی واپسی نے پاکستان کے داخلی امن پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اگرچہ پاکستان نے ابتدا میں یہ امید رکھی تھی کہ افغانستان میں امن آنے سے سرحدی علاقوں میں استحکام آئے گا، مگر زمینی حقائق اس کے برعکس ثابت ہوئے ہیں۔ سرحد پار دہشت گردوں کی نقل و حرکت، افغان سرزمین کا پاکستان مخالف سرگرمیوں کے لیے استعمال، اور لاکھوں افغان مہاجرین کا مسلسل دباؤ ایک بڑا داخلی چیلنج بن چکا ہے۔ 2026 میں پاکستان کے لیے یہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ وہ افغان حکومت کے ساتھ تعلقات کو محض نظریاتی یا جذباتی بنیادوں پر نہیں بلکہ واضح قومی مفاد، مضبوط بارڈر مینجمنٹ اور مؤثر سفارت کاری کے ذریعے استوار کرے۔

2026 میں پاکستان کے لیے سب سے بڑا سیاسی چیلنج یہ ہوگا کہ وہ عوام کا جمہوری نظام پر اعتماد بحال کرے۔ شفاف انتخابات، آزاد الیکشن کمیشن، عدلیہ کی غیر جانبداری اور پارلیمنٹ کے مؤثر کردار کے بغیر سیاسی استحکام ممکن نہیں۔ جب تک سیاسی قوتیں ذاتی مفادات کے بجائے قومی مفاد کو ترجیح نہیں دیں گی، اس وقت تک داخلی انتشار ختم نہیں ہو سکتا۔ ایک مستحکم سیاسی ماحول ہی دہشت گردی کے خاتمے، معاشی بحالی اور خارجہ پالیسی کی کامیابی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

قانون کی حکمرانی کا کمزور ہونا بھی پاکستان کے داخلی مسائل میں ایک نمایاں عنصر ہے۔ پولیس نظام کی فرسودگی، عدالتی نظام میں تاخیر، اور انصاف تک عام شہری کی محدود رسائی ریاستی رٹ کو کمزور کرتی ہے۔ جب شہریوں کو بروقت انصاف نہیں ملتا تو وہ متبادل راستے اختیار کرتے ہیں، جو جرائم، شدت پسندی اور بداعتمادی کو جنم دیتے ہیں۔ 2026 میں پاکستان کو مقامی حکومتوں کے نظام نے فعال بنانا، پولیس اصلاحات نافذ

کرنا اور عدالتی عمل کو تیز اور شفاف بنانا ہوگا تا کہ ریاست اور عوام کے درمیان اعتماد بحال ہو سکے۔عوام کو یہ باور کروانا انتہائی ضروری ہے کہ حکومت پاکستان جو بھی اقدامات اٹھا رہی ہے اس کا مقصد عوامی ترقی وخوشحالی اور قومی مفاد ہے۔عوام اور اداروں کے درمیان نفرتوں کے بیج بونے والی قوتوں کا قلع قمع کرنا نہایت ضروری ہے۔ پاکستانی قوم اپنی بہادر افواج پر فخر کرتی ہے اور افواج پاکستان کو پاکستان کی سلامتی کا ضامن سمجھتی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کیساتھ حکومتی اور اداروں کے درمیان موجود خلا پر کی جائے۔عوام کو اعتماد میں لیا جائے اور عوامی امیدوں کی ترجمانی کرتے ہوئے رنگ ونسل اور صوبائی تعصب سے بالاتر ہو کر قومی مفاد میں اقدامات اٹھائے جائیں۔

داخلی مسائل کے ساتھ ساتھ پاکستان کو سنگین خارجی چیلنجز کا بھی سامنا ہے۔ بدلتی ہوئی عالمی سیاست، بڑی طاقتوں کے درمیان مسابقت اور علاقائی تنازعات نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔روایتی طور پر پاکستان کی خارجہ پالیسی سیکیورٹی کے گرد گھومتی رہی ہے، مگر موجودہ دور میں یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ محض عسکری نقطہ نظر سے خارجہ تعلقات کامیاب نہیں ہو سکتے۔2026 میں پاکستان کو اپنی خارجہ پالیسی کو معاشی سفارت کاری، علاقائی تعاون اور عالمی اعتماد کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ پاکستان کو ایک جانب تو امریکہ کیساتھ مضبوط اور پائیدار تعلقات استوار کرنا ہوں گے جبکہ دوسری جانب مثالی پاک چین دوستی برقرار بھی رکھنی ہوگی۔ سال 2025 پاکستان کیلئے خارجی سطح پر کامیابیوں کا سال رہا ہے، اسی نقطہ نظر کو اپناتے ہوئے تمام دنیا کے ساتھ مثالی تعلقات کا قیام ناگزیر ہے۔

بھارت کے ساتھ تعلقات پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے حساس اور پیچیدہ پہلو ہیں۔ مسئلہ کشمیر بدستور دونوں ممالک کے درمیان بنیادی تنازعہ ہے، جو نہ صرف دوطرفہ تعلقات بلکہ پورے خطے کے امن کو متاثر کرتا ہے۔ 2019 کے بعد بھارت کے یکطرفہ اقدامات نے کشیدگی میں اضافہ کیا، مگر پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ 2026 میں جذباتی ردعمل کے بجائے سفارتی، قانونی اور اخلاقی محاذ پر اپنی جدوجہد کو مؤثر بنائے۔ عالمی برادری میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو اجاگر کرنا اور کشمیری عوام کی آواز بننا پاکستان کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ جس کو پاکستان احسن انداز میں نبھاتا چلا آیا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ عالمی برادری کی کشمیری مظلوم عوام کی جانب توجہ مبذول کروا کر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق خود ارادیت کے مطالبہ کو منوانا نہایت ضروری ہے۔ بھارت عالمی سطح پر اپنی ساکھ کھو رہا ہے، بیانیہ کی جنگ میں بھارت ہر روز رسوائی کو گلے لگا رہا ہے، دنیا پر بھارتی مظالم، ریاستی دہشتگردی اور اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک کے حقائق واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ پاکستان کو ان تمام عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے کشمیر پالیسی کو مزید منظم اور جاندار بنانا ہوگا تاکہ عالمی طور پر کشمیر کا مقدمہ مؤثر انداز میں لڑا جا سکے۔ پاک۔ بھارت پانی کے تنازعات نے خطے میں ماحولیات اور سفارتی تعلقات کو کشیدہ بنایا ہے۔ انڈس واٹر ٹریٹی کو تقویت دینا، علاقائی تعاون کو فروغ دینا، اور وسائل کے منصفانہ استعمال کے لیے مشترکہ حکمت عملی اپنانا پاکستان کے خارجہ پالیسی مقاصد کا حصہ ہونا چاہیے۔

> **امریکہ کے ساتھ پاکستان کے تعلقات ایک نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ اب یہ تعلقات محض دہشت گردی یا سیکیورٹی تک محدود نہیں رہے بلکہ تجارت، موسمیاتی تبدیلی، تعلیم اور ٹیکنالوجی جیسے شعبوں میں تعاون کی گنجائش پیدا ہو چکی ہے۔ پاکستان کو 2026 میں ایک متوازن خارجہ پالیسی اپنانی ہوگی جس میں امریکہ، چین، روس اور مشرق وسطیٰ سب کے ساتھ تعلقات قومی مفاد کی بنیاد پر استوار کیے جائیں، نہ کہ کسی ایک بلاک کا حصہ بن کر۔ خطے میں طاقت کا توازن تیزی سے بدل رہا ہے۔ ایسے میں پاکستان کو جذباتی خارجہ پالیسی کی بجائے حقیقت پسندانہ اور طویل المدتی حکمت عملی اپنانا ہوگی، جس کا محور معاشی استحکام، علاقائی روابط اور داخلی امن و امان ہو۔**

چین پاکستان کا سب سے اہم خارجی شراکت دار ہے۔ چین پاکستان اقتصادی راہداری نہ صرف ایک ترقیاتی منصوبہ ہے بلکہ پاکستان کی جیواکنامک حکمت عملی کا مرکز بھی ہے۔ تاہم سیکیورٹی خدشات، انتظامی کمزوریاں اور مقامی آبادی کے تحفظات نے سی پیک کی رفتار کو متاثر کیا ہے۔ 2026 میں پاکستان کو اس منصوبے کو محض سڑکوں اور بجلی گھروں تک محدود رکھنے کے بجائے صنعتی ترقی، برآمدات اور روزگار کے مواقع سے جوڑنا ہوگا تاکہ اس کے ثمرات عام شہری تک پہنچ سکیں۔ نوجوانوں کو روزگار، زرعی شعبہ کو جدت اور صنعتی ترقی کے فروغ کیلئے قابل قدر اور سنجیدہ اقدامات حالات کے متقاضی ہیں۔

پاکستان کو اپنے تعلقات کو متوازن طور پر مضبوط کرنا چاہیے، خواہ وہ رشتہ روس کے ساتھ توانائی معاہدے ہوں یا دیگر بین الاقوامی

معاہدے۔2026 پاکستان کے لیے ایک فیصلہ کن سال ہوسکتا ہے اگر حکومت، عوام، اور سماجی ادارے ترجیحات کو درست انداز سے پہچانیں اور مشترکہ حکمت عملی اپنائیں۔ معاشی استحکام، موسمیاتی موافقت، توانائی اصلاحات، انسانی ترقی، اور علاقائی تعلقات کو ایک مربوط پالیسی فریم ورک کے تحت حل کرنا ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرے گا۔2026 پاکستان کے لیے خطرات کا سال بھی ہوسکتا ہے اور مواقع کا بھی، یہ اس بات پر منحصر ہے کہ ریاست اور قوم کس حد تک سنجیدگی، بصیرت اور اتحاد کا مظاہرہ کرتی ہے۔ دہشت گردی کا خاتمہ، سیاسی استحکام، قانون کی حکمرانی اور متوازن خارجہ پالیسی وہ ستون ہیں جن پر پاکستان کا مستقبل کھڑا ہے۔ اگر ان پر بروقت اور مؤثر توجہ دی گئی تو پاکستان نہ صرف داخلی طور پر مضبوط ہوسکتا ہے بلکہ عالمی سطح پر ایک باوقار اور مستحکم ریاست کے طور پر ابھر سکتا ہے۔

پاکستان کی معیشت2024-25 اور 2025 میں متعدد چیلنجز سے دوچار رہی ہے۔ سست معاشی نمو، کم سرمایہ کاری، اور بڑھتے ہوئے قرضے ملکی ترقی کے لیے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ ورلڈ بینک نے پاکستان کے لیے ترقی کی پیش بینی تقریباً 2.6 فیصد رکھی ہے، جس میں سست زرنمو کے سنگین خدشات شامل ہیں۔ مالیاتی استحکام کے لیے سب سے اہم عنصر ٹیکس کے نظام کو وسیع کرنا، ٹیکس انتظامیہ مضبوط کرنا، اور سرکاری اداروں کی مالی کارکردگی میں بہتری لانا ہے۔ موجودہ ٹیکس نظام محدود ہونے کے باعث حکومت کا مالیاتی بوجھ بڑھتا جا رہا ہے۔

پاکستان کو اپنے بیرونی قرضوں اور ادائیگیوں کے دباؤ کو کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ موجودہ بیرونی قرضے بڑھتے ہوئے زرمبادلہ

کے ذخائر پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور ملکی معاشی آزادی کو متاثر کر رہے ہیں۔ ایکسپورٹس کو بڑھانا، ترسیلات زر کو فعال رکھنا، اور براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) کو متنوع بنانا پاکستان کے مالیاتی استحکام کے لیے ضروری ہے۔

پاکستان دنیا کے سب سے زیادہ موسمیاتی طور پر کمزور ممالک میں سے ایک ہے۔ اس کا ہدف ہے عالمی درجہ بندی میں مسلسل اوپر آنا، خاص طور پر قدرتی آفات جیسے بارشوں میں بے ترتیبی، سیلاب، اور شدید گرمی کی لہروں کی وجہ سے۔ 2025 میں شدید سیلابوں نے پنجاب اور خیبر پختونخوا میں بڑے پیمانے پر تباہی مچائی، جس سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے، زراعت اور بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچا۔ دوسری جانب پاکستان میں پانی کی قلت ایک سنگین مسئلہ بن چکی ہے۔ گلیشیئرز کے تیز رفتار پگھلنے، زیرِ زمین پانی کے ذخائر کے غیر منظم استعمال، اور پانی مینجمنٹ کے نظام کی کمزوری ملک کو آئندہ دہائیوں میں بڑے بحران کی طرف لے جا رہی ہے۔ آبی اصلاحات، جنگلات کی بحالی، اور موسمیاتی موافقت کے پروگراموں کو ملکی پالیسی کا حصہ بنانا بے حد ضروری ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ کلائمٹ ریذیلینس، پانی کی نگہداشت، اور زمین کے استعمال کی منظم حکمت عملی پر توجہ دے۔

پاکستان کو توانائی کے شعبے میں گہرے مالیاتی مسائل درپیش ہیں جن میں سرکلر قرضے کا بحران ایک نمایاں مسئلہ ہے۔ اس سے نہ صرف قومی بجٹ پر بوجھ بڑھتا ہے بلکہ بجلی کے نرخ، صنعت اور صارفین کو نقصان پہنچتا ہے۔ توانائی کے نظام میں جدید میٹرنگ، متنوع توانائی ذرائع، اور renewable energy کی حوصلہ افزائی سے بجلی کی مقدار اور معیار کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نئی ٹیکنالوجیز اور توانائی سیکٹر میں نجی سرمایہ کاری بھی کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔

صحت کے شعبے میں پاکستان نے پولیو کے خاتمے کے لیے بڑے اقدامات کیے ہیں، مگر محتاط اور جامع حکمت عملی ابھی بھی درکار ہے تاکہ پولیو سمیت دیگر وبائی امراض پر قابو پایا جا سکے۔ تعلیم اور انسانی سرمایہ پاکستان کے لیے سب سے اہم اثاثہ ہیں۔ تعلیم کے معیار کو بہتر بنانا، تکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیت کو فروغ دینا، اور نوجوانوں کو مہارتیں فراہم کرنا ملکی روزگار اور پیداواریت میں اضافہ کرے گا۔ پاکستان میں نوجوان آبادی کا بڑا حصہ بے روزگار ہے، جس سے سماجی بدامنی کا خطرہ بڑھتا ہے۔ روزگار پیدا کرنے والی پالیسیاں، چھوٹے بزنسز کی سرگرمیوں کو فروغ، اور سرمایہ کاری کو آسان بنانے جیسے اقدامات ضروری ہیں۔ خواتین کی مردوں کے مقابلے میں کم شمولیت پاکستان کی ترقی کو محدود کرتی ہے۔ صنفی مساوات، خواتین کی تعلیم و ملازمت کے مواقع میں اضافہ، اور تحفظ فراہم کرنا پاکستان کی معاشی ترقی کا لازمی حصہ ہونا چاہیے۔

آئیں! نئے سال کی آمد پر عہد تجدید کریں کہ تمام اختلافات کو بھلا کر قومی ترقی و خوشحالی کیلئے تمام تر توانائیاں صرف کریں گے۔ قومی مفاد کو اپنی اولین ترجیح بنائیں گے اور وطن عزیز کی تعمیر و ترقی کیلئے ہمہ وقت مصروف رہیں گے۔ خوشیاں بانٹیں اور خوشحالی لائیں گے۔

معاشی استحکام اولین ترجیح جذبات نہیں فیصلے

ناصر نقوی
(مصنف سینئر جرنلسٹ اور کالم نویس ہیں)

دنیا کا کوئی ملک بھی معاشی بحران میں ترقی اور خوشحالی کی منازل طے نہیں کرسکتا، ریاست جمہوری ہو کہ آمرانہ، بادشاہت ہو یا صدارتی نظام کامیابی کی ایک ہی بنیاد ہے مضبوط معیشت ۔۔۔ دنیا کی سپر پاور امریکہ بہادر بھی اسی بحران میں پھنسے ہوئے ہیں اسی وجہ سے صدر ٹرمپ مختلف راہیں تلاش کرتے کرتے ٹیرف بم تک پہنچ گئے ۔ وہ تاجر ہیں انہیں صنعت وتجارت اور معیشت کے راز بخوبی معلوم ہیں لہذا وہ جانتے ہیں کہ اس کی بحالی کے لیے طویل اور مختصر مدت کی حکمت عملی بنا کر فوری عمل سے معاشی بحران کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ ایسے میں اگر باقی دنیا کا موازنہ کیا جائے تو مجموعی صورتحال بھی خوش کن ہرگز نہیں، بڑے ممالک اور بڑی معیشتیں بھی مشکلات کا شکار ہیں۔ پھر اس افراتفری کو بنگلہ دیش کے حالات سے جوڑنے کی کوشش کی گئی جب بات نہیں بنی تو پہلے جلسے جلوس، لانگ مارچ، جلاؤ گھیراؤ، توڑ پھوڑ کر کے راستہ بناتے ہوئے طالبان کی حمایت اور ان کو حکم امتنائی دلانے کی کوشش کی گئی لیکن قائدین یہ جانتے تھے کہ جہاں فتنہ وفساد ہوتا ہے وہاں سے امن کی فاختہ اڑ جایا کرتی ہے۔ معاشی استحکام کے مرکزی کردار سرمایہ کار اور صنعت کار بھی سرمایہ کاری سے منہ موڑ لیتے ہیں یہ مقامی ہی نہیں، بین الاقوامی فارمولا ہے اس لیے اولین ترجیح صرف اور صرف معاشی استحکام ہونا چاہیے عوامی سطح پر یہی ضرورت محسوس کی گئی بلکہ عسکری قیادت کی سربراہی میں بننے والے فورم ایس۔ آئی۔ ایف۔ سی کی بھی یہی نشاندہی تھی۔ وزیر اعظم شہباز شریف نے اپنے پہلے دور حکومت میں پی۔ ڈی۔ ایم کی جماعتوں سے مشاورت کے ساتھ معیشت کے لیے چند غیر مقبول فیصلے کیے تھے جبکہ بلاول بھٹو زرداری نے خارجی محاذ پر بطور وزیر خارجہ کامیابیاں حاصل کر کے سفارتی

تعلقات کی نہ صرف بحالی کرائی بلکہ دوست ممالک اور دنیا بھر سے نئے راہ ورسم پیدا کیے۔ اس مشترکہ حکمت عملی میں عسکری قیادت نے بھی اپنا حصہ ڈالا، کچھ نے تنقید کی، کچھ نے تعریف لیکن مثبت نتائج یہی نکلے کہ ملک کو ڈیفالٹ کی دلدل میں دھکہ دینے والوں کی خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ آئی۔ ایم۔ ایف نے بھی ان نکموں کی بات تسلیم نہیں کی اور الحمدللہ ملک ڈیفالٹ نہیں ہوا حکمرانوں اور اتحادیوں نے قوم کو بتایا کہ مشکل اور غیر معمولی وقت میں سخت اور غیر مقبول فیصلے کیے ہیں اچھے وقت اور ملکی معاشی استحکام کے لیے اسے برداشت کیا جائے کیونکہ پی . ڈی . ایم حکومت نے سیاست کے مقابلے میں ریاست پاکستان کو فوقیت دی اس لیے کہ پاکستان ہے تو سیاست اور ہم ہیں۔ قوم نے تسلیم کر لیا لیکن ریاست مخالف ڈیفالٹ کے خواہش مندوں اور جمہوریت کے دشمنوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی سازشیں جاری رکھیں۔ اب دوسرے دور میں بھی وزیراعظم معاشی استحکام کو ہی اولین ترجیح دیتے ہیں بڑی اتحادی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی بھی اسی سوچ کی قائل ہے لیکن معاشی بحران اور سیاسی افراتفری نے حکومتی کوشش کے حقیقی نتائج نہیں نکلنے دیے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر حکومتی ٹارگٹ پورا ہو گیا تو پھر ان کی سیاست کا کیا بنے گا۔ ایسے میں گورنر سٹیٹ بینک اور ایس۔ آئی۔ ایف۔ سی نے پاکستان کے معاشی ڈھانچے کی کمزوریوں کا نہ صرف اعتراف کر لیا بلکہ برملا کہہ دیا کہ ہم نے خود ترقی اور خوشحالی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں ہیں بلکہ ماضی کے تضادات بھری پالیسیوں نے معیشت کی بنیادیں ہی کھوکھلی کر دیں ہیں۔ یہ بات ایسی ہے جسے برسوں پہلے منظر عام پر آ جانا چاہیے تھا۔ دراصل یہ کہانی سالانہ بجٹ کے لفظوں کے گورکھ دھندے میں اعداد و شمار سے ماہرین کھیلتے ہیں اور بجٹ خسارے میں مالی معاملات عالمی اداروں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ موجودہ اتحادی حکومت نے غیر معمولی فیصلوں سے معاملات میں بہتری لانے کی کوشش کی ہے وزیر خزانہ اورنگزیب کے تجربات اور مشاہدات میں اس قدر بہتری آئی ہے کہ آئی۔ ایم۔ ایف نے بھی حکومتی کوششوں کو تسلیم کر کے کارکردگی پر اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔

یوں تو چھوٹے اور ترقی پذیر ممالک کا معاشی بحران میں مبتلا ہونا کوئی اچنبے کی بات نہیں لیکن پاکستان کا بحران ماضی کے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں، سفارتی محاذ پر ناکامیوں اور دوستوں ممالک سے ناراضگیوں کے باعث ایسا دکھائی دیا کہ خدانخواستہ ملک ڈیفالٹ میں چلا جائے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جب حکومتی ذمہ داران ناکامی پر ناکامی کو قابو نہ کر سکے اور اپنی اکثریت کھونے پر عدم اعتماد کے قانونی اور آئینی اصول پر اقتدار سے نکالے گئے تو وہ فخریہ انداز میں ملک میں انتشار، فتنہ وفساد، خانہ جنگی اور سری لنکا جیسے افسوسناک حالات کی خبریں دینے لگے۔

اس صورتحال میں حکومت نے پرعزم ہو کر فیصلہ کر لیا کہ معاشی استحکام پاکستان ہی اولین ترجیح ہے اور اب جذبات نہیں چلیں گے صرف فیصلے ہوں گے قومی اور اجتماعی مفاد میں، کسی قسم کی مصلحت پسندی برداشت نہیں کی جائے گی۔ ریاست مشکل ترین حالات سے گزر رہی ہے بلکہ مملکت کو تاریخ کی بدترین معاشی صورتحال کا سامنا ہے ہمارے پوشیدہ اور ظاہری دشمنوں نے دھرتی کو دہشت گردی کی بدترین جنگ میں

دھکیل دیا ہے۔ایک ہمسایہ اپنی سازشی جنگ میں شکست کھا کر زخموں کی تاب نہیں لا پا رہا، دوسرا محسن کش ثابت ہوا، ایسی صورتحال میں ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کار خوفزدہ ہیں۔ مہنگائی بھی ہوشربا اور بے روزگاری بھی لامحدود ہو چکی ہے لہذا نئی نسل بھی اپنے مستقبل سے مایوس دکھائی دیتی ہے معاملات کی بہتری اور بحالی کے لیے معاشی استحکام صرف ایک ضرورت نہیں بلکہ لازمی ہو گیا ہے۔ مسائل کا حقیقی حل یہ ہے اس لیے بحث و مباحثہ نہیں، فوری عملی اقدامات طویل المدتی پالیسیوں کے ذریعے ہونے چاہئیں۔ حکمرانوں نے یہ بھی احساس کیا کہ سیاسی عدم استحکام نے بھی

معیشت کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا اس لیے اپوزیشن کو مذاکرات کی میز پر لایا جائے حکومت نے مختلف اوقات میں مختلف انداز میں بات چیت کی پیشکش کی، اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق اور مولانا فضل الرحمٰن نے مثبت کردار بھی ادا کیا ایک سے زیادہ مرتبہ کمیٹیاں بنیں لیکن ایک شخص کی ضد کے سامنے سب کوششیں ناکام ہو گئیں۔ اپوزیشن کے سزا یافتہ بانی کا مطالبہ ہے کہ مذاکرات طاقتوروں سے ہوں گے حکومت کٹھ پتلی اور غیر فعال ہے طاقتوروں کا جواب ہے ہمیں سیاست میں مت گھسیٹو، فوج حکومت نہیں، ایک ریاستی ادارہ ہے۔ وزیر اعظم کے مشیر سیاسی امور رانا ثنا اللہ نے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ جمہوریت ڈائیلاگ سے آگے بڑھتی ہے ڈیڈ لاک سے نہیں، آیئے بات چیت سے کوئی سیاسی راستہ نکالیں۔ مقدمات ہم آپ کے دور میں بغیر کسی وجہ کے بھگتتے رہے ہیں آپ بھی عدالتوں کا دلیری سے سامنا کریں اگر بے گناہ ہیں مقدمات ناجائز ہیں تو آپ بھی ہمارے طرح بری ہو جائیں گے لیکن بہادر لیڈر بات چیت بھی ان سے کرنا چاہتا ہے جنہیں رات دن تنقید اور گالیوں کے

ساتھ مختلف القابات سے نوازتا ہے ایسے میں اس کے من پسند لوگ اس سے بات نہیں کرنا چاہتے تو حکومت کا کیا قصور ہے؟

لمحہ موجود میں پاکستانی معیشت جس حال میں ہے اس میں حالات سیاسی معرکہ آرائی، دہشت گردی اور نا قابل عمل وقتی پالیسیوں کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔ ہر حکومت پالیسی بناتی ہے عمل درآمد کرتے ہوئے مستقبل کے سنہرے خواب دکھاتی ہے لیکن ابھی اس کے مثبت نتائج نکلتے بھی نہیں کہ نئے حکمران اسے اقتدار کی کرسی پر بیٹھتے ہی بدل دیتے ہیں۔ مقامی اور عالمی معاہدوں کی کسی کو پرواہ نہیں ہوتی لہذا سرمایہ کاروں اور صنعت کاروں کے لیے سب سے بڑا خطرہ یہی ہے کہ انہیں اعتماد میں لیے بغیر پالیسیاں بنائی جاتی ہیں انھیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اگر حکومت بدلی تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ اسی خطرے کے باعث ملکی سرمایہ کاروں نے سرمایہ کاری سے ہاتھ کھینچ لیا اور غیر ملکی سرمایہ کار بھی سہم گئے نتیجتاً کاروبار میں کمی واقع ہوئی اور آگے بڑھتی ہوئی معیشت زمین بوس ہوگئی۔ اسی لیے ایسی پالیسیوں کی ضرورت ہے جنہیں پارلیمنٹ اور قومی اداروں کے ذریعے تحفظ حاصل ہو، موجودہ حکومتی پالیسی بھی جذباتی فیصلے کرنے کی بجائے ایسے ہی طویل المدتی اقدامات چاہتی ہے تا کہ سرمایہ کاروں کی بداعتمادی کا خاتمہ ہو اور انہیں مستقبل کا تحفظ کا احساس دلایا جاسکے۔ انہیں پتہ ہو کہ ٹیکس برآمدات اور درآمداد ہی نہیں، توانائی کے اخراجات کتنے اور کب، کہاں تک ہوں گے ایسا تب ہی ہوسکے گا جب معاشی پالیسی سیاسی دباؤ سے نکل کر قومی مفاد میں مرتب کی جائے گی۔ سرمایہ کاروں کو ایسا تحفظ حاصل ہو کہ حکومت بدلنے سے کوئی فرق نہ پڑے۔ اب ان خواہشات پر عمل درآمد کے لیے حکومت کو غیر سیاسی، غیر جانبدارانہ، تجربہ کار ماہرین اقتصادیات کی خدمات حاصل کر کے تھنک ٹینک بنانے ہوں گے جو حالات حاضرہ کا جائزہ لے کر سب سے بڑے عوامی مسئلے مہنگائی کے خاتمے، تجارتی مسئلے نظام ٹیکس اور صنعت وتجارت کی بنیاد توانائی کے عدم توازن کے لیے ہی مربوط قابل عمل پالیسی تجاویز مرتب کریں۔ آسان اور سادہ درآمدی، برآمدی پالیسی بھی متعارف کرائیں، تاجر تنظیموں کی مشاورت سے ٹیکس کے ناقص نظام کو ایسا بنائیں اور فائلر کے لیے دنیا بھر کی طرح مراعات، سہولیات دیں تا کہ ٹیکس کو لوگ بوجھ سمجھنا چھوڑ دیں اگر حکومت ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئی تو ٹیکس دینے والوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافے سے خالی قومی خزانہ بھرنا شروع ہوجائے گا۔ صنعتی میدان میں بھی اصلاحات کی اشد ضرورت ہے کیونکہ صنعتیں اور فیکٹریاں چلیں گی تو معیشت میں بھی استحکام

> انہی پالیسیوں سے صنعت وتجارت ابھر نہیں سکی بلکہ معاشی تنزلی سے مہنگائی میں بھی اس قدر اضافہ ہوا کہ شعبہ جاتی سروے نہ بھی کیا جائے تو صرف عوامی سطح پر یہ دیکھنے کو ملا کہ مہنگائی، بے روزگاری اور مخدوش ترقی کے معاملات نے ایسے معاشی مسائل کو جنم دیا کہ شادی جیسے فریضے کی ادائیگی بھی مشکل بن گئی۔ ایک محتاط سروے کے مطابق ایک کروڑ لڑکیاں گھر بیٹھی بوڑھی ہوگئی اور ابھی یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا کوئی نہیں جانتا، یہی نہیں آئی۔ ایم۔ ایف کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں سماجی تحفظ، انسانی ترقی اور ٹیکس کا ڈھانچہ انتہائی ناقص نہیں بلکہ خطے میں کمزور ترین ہے۔

آئے گا، موجودہ حالات میں انتظامی معاملات کے اجازت نامے سرخ فیتے کی نظر ہوتے ہیں مختلف شعبہ جات میں ون ونڈو آپریشن متعارف ہو چکا ہے لیکن وہاں بھی شفافیت اور میرٹ کا معاملہ گڑبڑ ہے، توانائی صنعت کے لیے بے حد ضروری ہے لیکن ہمارے ہاں بجلی اور گیس کی قیمتوں کا اضافہ ہی سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ پیداواری صلاحیت کم اور فیکٹریاں، ادارے بند ہو رہے ہیں ان صنعتوں کو چلانے والا خام مال بھی مہنگا پڑتا ہے ان معاملات کو ایسی پوزیشن میں لانا ہوگا تاکہ دیگر ممالک سے مثبت انداز میں مقابلہ کیا جا سکے اسی طرح پاکستان کی اکثریتی آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے انہیں اگر معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر مند بنا کر صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے تو یہی نوجوان نسل معاشی انقلاب برپا کر سکتی ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ نوجوانوں کو ہنر مند بنانے کے لیے حقیقی توجہ نہیں دی جا رہی، صرف تعلیم اور تعلیم کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ روزگار اور ہنر مندی کے مواقع بھی کم ہیں لہٰذا بڑی قومی طاقت بوجھ سمجھی جا رہی ہے حکومت نے بڑا فیصلہ یہ کر لیا ہے کہ معاشی استحکام کو کسی بھی طرح ماضی کی طرح محض جذباتی نعرہ نہیں بننے دیں گے بلکہ اس کو مسلسل جدوجہد کی شکل دے کر معاشی انقلاب لائیں گے۔ پاکستان معاشی استحکام حاصل کرے گا تو ہی جمہوریت، خوشحالی، ترقی اور دفاع جیسے شعبہ جات مستحکم ہوں گے لیکن تمام اقدامات کے لیے حکومت کو اتحادی جماعتوں کی مشاورت تھنک ٹینک کی تجاویز کی روشنی میں ایک طویل المدتی قومی اقتصادی پالیسی کو پارلیمنٹ کے ذریعے مکمل تحفظ دینا ہوگا اس طرح مشکل فیصلوں سے قوم کو واضح پیغام بھی مل جائے گا کہ غیر معمولی حالات میں غیر معمولی فیصلے مستقبل کے لیے اہم ہیں، معاشی استحکام اولین ترجیح اور اب بات جذبات سے کھیل کر نہیں بنے گی بلکہ فیصلوں پر عمل کر کے نتائج حاصل ہوں گے۔

قانون کی حکمرانی کے لیے حکومت کے اقدامات

امتیاز احمد تارڑ

(کالم نگار اور اینکر ہیں، اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں)

قانون کی حکمرانی ہر ملک کے استحکام، ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے بنیادی ستون ہے۔ایک ایسا معاشرہ جہاں قانون کی حکمرانی مؤثر ہو، وہاں شہری اپنے حقوق اور فرائض سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں اور ریاست کے ادارے عدل وانصاف کے اصولوں کے تحت اپنی ذمہ داریاں انجام دیتے ہیں۔ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہونے کی وجہ سے یہاں قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانا نہایت اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہاں کی آبادی، معیشت اور صنعتی ترقی کا حجم بہت زیادہ ہے۔قانون کی حکمرانی نہ صرف جرم اور بدامنی کو کنٹرول کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ یہ سرمایہ کاری، تعلیم، صحت اور دیگر شعبوں کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔قانون کی حکمرانی کا مطلب صرف قوانین کا موجود ہونا نہیں بلکہ اس کے مؤثر نفاذ اور شہریوں کے لیے عدالتی نظام کی رسائی کو یقینی بنانا بھی ہے۔ یہ اصول عوام کے بنیادی حقوق، انصاف کی فراہمی، عدلیہ کی آزادی، پولیس اور دیگر حکومتی اداروں کی شفافیت اور جرائم کے تدارک کو شامل کرتا ہے۔ پنجاب حکومت نے قانون کی حکمرانی کو مضبوط کرنے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دوسرا، عدالتوں میں مقدمات کی تیز رفتاری اور عدالتی نظام کی اصلاح کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے ہیں۔ پنجاب حکومت نے صوبائی عدالتوں میں کیسز کے اندراج اور فیصلے کے عمل کو ڈیجیٹلائز کرنے کے لیے آئی ٹی پلیٹ فارمز قائم کیے ہیں۔اس سے مقدمات کی پیروی آسان ہوئی ہے اور شہریوں کو عدالتی نظام تک فوری رسائی حاصل ہے۔ ساتھ ہی چھوٹے مقدمات کو نمٹانے کے لیے مختصر عدالتی فورمز قائم کیے

گئے ہیں تاکہ معمولی مقدمات میں شہری وقت اور وسائل ضائع نہ کریں۔ عدالتی اصلاحات میں سول اور فوجداری مقدمات دونوں کی شفافیت اور موثر فیصلے کو یقینی بنانے کے لیے مختلف اقدامات کیے جا رہے ہیں، جن میں کیس مینجمنٹ سسٹمز، وکیلوں کی تربیت اور عدالتی سروسز کے معیار کی نگرانی شامل ہے۔

سب سے پہلے پنجاب میں پولیس کے نظام میں اصلاحات کی گئی ہیں تاکہ جرائم کے فوری تدارک اور شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے۔ صوبائی حکومت نے پولیس فورس کی تربیت اور استعداد بڑھانے کے لیے جدید تربیتی پروگرامز شروع کیے ہیں۔ ان پروگرامز میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال، جرم کی تحقیقات کے جدید طریقے اور عوامی خدمت کے اصول شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پولیس کی شفافیت اور احتساب کو یقینی بنانے کے لیے داخلی نگرانی کے نظام کو مضبوط کیا گیا ہے تاکہ کسی بھی قسم کی بدعنوانی یا زیادتی کے امکان کو کم کیا جا سکے۔

تیسرا، قانون کی حکمرانی کے تحت جرائم کی روک تھام اور شہریوں کے تحفظ کے لیے پنجاب حکومت نے مختلف سیکیورٹی اقدامات بھی اٹھائے ہیں۔ شہروں میں سی سی ٹی وی کیمروں کی تنصیب، ہائی وے اور اہم مقامات پر نگرانی اور سمارٹ پولیس اسٹیشنز کے قیام سے نہ صرف جرائم کا پتہ لگانا آسان ہوا ہے بلکہ شہریوں کی حفاظت بھی بہتر ہوئی ہے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں شہریوں میں اعتماد بڑھا ہے اور قانون کے نفاذ پر عوام کی یقین دہانی میں اضافہ ہوا ہے۔

چوتھا پنجاب حکومت نے جرائم کی روک تھام کے لیے کمیونٹی پولیسنگ کے نظام کو فروغ دیا ہے۔ اس نظام کے تحت مقامی کمیونٹیز اور پولیس کے درمیان تعاون بڑھایا گیا ہے تاکہ جرائم کی ابتدائی روک تھام ممکن ہو سکے۔ کمیونٹی پولیسنگ کے ذریعے عوام کو اپنے علاقے میں ہونے والے جرائم کی رپورٹنگ اور پولیس کے ساتھ رابطہ بڑھانے کا موقع ملتا ہے، جس سے جرائم کی شرح کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے علاوہ خواتین اور بچوں کے تحفظ کے لیے خصوصی پولیس فورسز اور ہیلپ لائنز قائم کی گئی ہیں تاکہ کمزور طبقات کے حقوق کی حفاظت یقینی بنائی جا سکے۔

پانچواں، یہ کہ قانون کی حکمرانی میں عدالتی اور غیر عدالتی تنازعات کو کم کرنے کے لیے صلح کے نظام کو فروغ دیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت نے مقامی سطح پر صلح کمیٹیاں قائم کی ہیں تاکہ چھوٹے تنازعات کو جلد اور موثر طریقے سے حل کیا جا سکے، جس سے نہ صرف عدالتی بوجھ کم ہوتا ہے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی بھی قائم رہتی ہے۔ اس نظام کے تحت مقامی بزرگ اور اہل علم تنازعات کی نشاندہی اور حل کے لیے کردار ادا کرتے ہیں۔

چھٹا، پنجاب حکومت نے قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانے کے لیے شہری تعلیم اور آگاہی پر بھی زور دیا ہے۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں قانون کی اہمیت، شہری حقوق اور فرائض کے حوالے سے آگاہی پروگرامز شروع کیے گئے ہیں۔ عوام کو قانونی حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں تعلیم دینے سے جرائم کی شرح کم کرنے اور قانون کی پاسداری کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔ عوامی آگاہی مہمات میں

مقامی میڈیا، سوشل میڈیا اور کمیونٹی ورکشاپس کے ذریعے شہریوں کو معلومات فراہم کی جاتی ہیں تاکہ وہ قانون کے تحت اپنے حقوق کے لیے آگے بڑھ سکیں۔

آٹھواں، قانونی اصلاحات کے تحت جرائم کے لیے سزا اور تادیبی اقدامات کو مؤثر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ قانونی نظام میں اصلاحات کے ذریعے عدالتیں بہتر اور جلد فیصلے دے سکیں، جس سے جرائم پیشہ افراد کو جلد سزا دی جا سکے اور آئندہ جرائم کی حوصلہ شکنی ہو۔ صوبائی حکومت نے انسداد منشیات، دہشت گردی اور دیگر سنگین جرائم کے لیے خصوصی ٹاسک فورسز قائم کی ہیں تاکہ قانون کی حکمرانی میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

نواں، پنجاب حکومت نے ٹیکنالوجی کا استعمال کر کے قانون کی حکمرانی کو مضبوط بنایا ہے۔ سمارٹ لاگ ان سسٹمز، کیس مینجمنٹ سسٹمز اور موبائل ایپلیکیشنز کے ذریعے عوام کو قانون سے متعلق سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ شہری موبائل فون یا انٹرنیٹ کے ذریعے اپنے کیسز کی پیروی کر سکتے ہیں، جرائم کی رپورٹ کر سکتے ہیں اور پولیس یا عدالتی اداروں سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ اس سے نہ صرف عوام کو آسانی ملی ہے بلکہ قانون کے نفاذ میں شفافیت اور تیز رفتاری بھی آئی ہے۔

دسواں، پنجاب حکومت نے انسداد دہشت گردی اور جرائم پیشہ گروہوں کے خلاف اقدامات میں بھی شفافیت ہے۔ دہشت گردی کے

واقعات، گروہ بندی اور جرائم پیشہ عناصر کی نشاندہی کے لیے اسپیشل فورسز اور انٹیلیجنس نیٹ ورکس کو مضبوط کیا گیا ہے۔ اس سے قانون کی حکمرانی کو یقینی بنایا جا رہا ہے اور عوام کی زندگی کو تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔

گیارہواں، صوبائی حکومت نے شہری علاقوں میں ٹریفک کے قوانین کے نفاذ کو بھی سخت کیا ہے۔ ٹریفک جرائم، تجاوزات اور قوانین کی خلاف ورزی کے خلاف سخت اقدامات کیے جا رہے ہیں تاکہ نہ صرف شہریوں کی حفاظت ہو بلکہ قانون کی حکمرانی کے اصول مضبوط ہوں۔ ٹریفک قوانین کے نفاذ میں کیمروں کی تنصیب، جرائم کی رپورٹنگ کے لیے موبائل ایپس اور عوامی آگاہی مہمات شامل ہیں۔

بارہواں یہ کہ پنجاب حکومت نے صحت کے شعبے میں بھی قانون کی حکمرانی کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ صحت کے شعبے میں طبی فراہمی، اسپتالوں میں معیار کی نگرانی اور صحت کے قوانین کے نفاذ کے ذریعے عوام کو بہتر سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ اس سے شہریوں کے حقوق کی حفاظت اور ریاست کی ذمہ داری کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔

ساتواں، پنجاب حکومت نے خاص طور پر خواتین اور بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قوانین اور ادارے مضبوط کیے ہیں۔ خواتین کے لیے جرائم کی رپورٹنگ، بچوں کی حفاظت اور کم عمر افراد کے لیے قانونی اقدامات کے نفاذ کے لیے خصوصی فورمز اور ہیلپ لائنز قائم کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین پولیس فورسز کی تعداد بڑھائی گئی ہے تاکہ جرائم کی رپورٹنگ اور تحفظ کے عمل میں خواتین شہریوں کو زیادہ سہولت ملے۔ بچوں کے تحفظ کے لیے خصوصی عدالتیں اور کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں تاکہ نابالغ اور کم عمر افراد کے حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات پر فوری کارروائی کی جا سکے۔

تیرہواں یہ کہ پنجاب حکومت نے محکموں میں شفافیت اور احتساب کو یقینی بنانے کے لیے قوانین اور اداروں کو مضبوط کیا ہے۔ ہر محکمے میں عوامی شکایات کے ازالے کے لیے سسٹمز قائم کیے گئے ہیں اور شہریوں کے حقوق کی خلاف ورزی پر فوری کارروائی یقینی بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ شفافیت کے لیے مختلف پلیٹ فارمز جیسے آن لائن پورٹلز اور شکایات کے نظام متعارف کرائے گئے ہیں تاکہ عوام کسی بھی مسئلے پر براہِ راست شکایت درج کروا سکیں۔

چودھواں یہ کہ پنجاب حکومت نے انسدادِ منشیات کے لیے خصوصی پروگرامز متعارف کرائے ہیں۔ منشیات کے استعمال اس کی پیداوار اور فروخت کے خلاف سخت اقدامات کیے جا رہے ہیں تاکہ نوجوان نسل کو محفوظ اور صحت مند معاشرت فراہم کی جا سکے۔ اس کے علاوہ انسداد منشیات فورمز کے ذریعے عوام کو آگاہی دی جا رہی ہے تاکہ معاشرہ منشیات سے پاک ہو اور قانون کی حکمرانی مضبوط ہو۔

پندرہواں یہ کہ پنجاب حکومت نے نوجوانوں کو قانون کے بارے میں آگاہ کرنے اور ان کی تربیت کے لیے پروگرامز متعارف کرائے ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں میں قانون کی تعلیم، جرائم کی روک تھام اور شہری حقوق کے بارے میں نصاب میں تبدیلیاں کی گئی ہیں تاکہ نوجوان نسل قانون کی حکمرانی اور عدل و انصاف کے اصولوں کو سمجھ سکے۔

سولھواں یہ کہ پنجاب حکومت نے قوانین کی موجودگی اور نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے مختلف کمیٹیاں اور ٹاسک فورسز قائم کی ہیں۔ یہ کمیٹیاں عدالتی نظام، پولیس، مقامی انتظامیہ اور دیگر محکموں کے تعاون سے قانون کی حکمرانی کے اصولوں کو مضبوط بنانے میں مددگار ہیں۔

سترھواں، پنجاب حکومت نے کرپشن اور بدعنوانی کے خلاف اقدامات کیے ہیں تاکہ قانون کی حکمرانی میں خلل نہ آئے۔ سرکاری محکموں میں شفافیت بڑھانے کے لیے مانیٹرنگ سسٹمز، آڈٹ اور عوامی شکایات کے نظام متعارف کرائے گئے ہیں تاکہ بدعنوان عناصر کے خلاف فوری کارروائی کی جاسکے۔

اٹھارھواں، پنجاب حکومت نے شہریوں کے لیے قانون کی سہولیات اور انصاف کی فراہمی کے لیے ہیلپ لائنز اور آن لائن پورٹلز متعارف کرائے ہیں۔ ان پلیٹ فارمز کے ذریعے شہری اپنی شکایات درج کرا سکتے ہیں، کیسز کی پیروی کر سکتے ہیں اور قانون کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سے نہ صرف قانون کی رسائی بڑھتی ہے بلکہ شہریوں میں اعتماد بھی پیدا ہوتا ہے۔

انیسواں، پنجاب حکومت نے قدرتی آفات اور ہنگامی حالات میں قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانے کے لیے ایمرجنسی رسپانس سسٹمز اور ڈیزاسٹر مینجمنٹ فورمز قائم کیے ہیں۔ اس سے نہ صرف ہنگامی حالات میں شہریوں کی حفاظت ممکن ہوئی ہے بلکہ قانون کی حکمرانی کے اصول بھی برقرار رہتے ہیں۔

بیسواں، پنجاب حکومت نے قانون کی حکمرانی کے تحت معاشرتی ہم آہنگی اور امن قائم رکھنے کے لیے مختلف پروگرامز متعارف کرائے ہیں۔ مذہبی، نسلی اور ثقافتی اختلافات کے باوجود قانون کے اصولوں کے تحت امن قائم رکھا جا رہا ہے اور تنازعات کے حل کے لیے عدالتی اور غیر عدالتی فورمز کو فعال بنایا جا رہا ہے۔

پنجاب حکومت نے قانون کی حکمرانی کو مضبوط بنانے کے لیے پولیس اصلاحات، عدالتی اصلاحات، کمیونٹی پولیسنگ، شہری آگاہی، خواتین و بچوں کے تحفظ، انسداد دہشت گردی، ٹریفک قوانین، صحت اور تعلیمی شعبوں میں اقدامات، شفافیت، انسداد کرپشن، اور ہنگامی حالات میں قانون کے نفاذ جیسے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ یہ اقدامات نہ صرف جرائم کی شرح کو کم کرنے میں مددگار ہیں بلکہ عوام میں اعتماد پیدا کرتے ہیں اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔ قانون کی حکمرانی ایک مسلسل عمل ہے اور اس کے لیے حکومت، عدلیہ اور عوام کی مشترکہ کوششیں ضروری ہیں۔ اگر یہ اقدامات مکمل اور موثر طریقے سے نافذ کیے جائیں تو پنجاب میں ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے جہاں عدل، انصاف، اور قانون کی حکمرانی حقیقی معنوں میں محسوس کی جا سکے گی۔

بدعنوانی۔۔۔ برداشت کی گنجائش نہیں

رباب زہرا

(مصنفہ ملکی اور بین الاقوامی امن اور احترام انسانیت کے حوالے سے مختلف اخبارات اور رسائل کے لیے لکھتی ہیں)

پاکستان موجودہ صورتحال میں سیاسی عدم استحکام نہیں معاشی دباؤ کا شکار ہے۔ اس سلسلے میں ریلیف کے لیے وفاقی حکومت وصوبائی حکومتیں اپنے وسائل میں رہتے ہوئے بہت کچھ کرنے کی فکر میں ہیں لیکن مثبت نتائج نہ نکلے اور عوامی ریلیف کے راستوں کی حقیقی رکاوٹ وہ امن دشمن قوتیں ہیں جو پاکستان اور صوبوں کو پھولتے پھلتے نہیں دیکھنا چاہتیں۔ اس پس پردہ کاروائی میں ازلی دشمن بھارت اور اس کے سہولت کاروں کا عمل دخل بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر ایک بڑی حقیقت بدعنوانی بھی ہے۔ مسائل میں الجھی ریاست میں مفاد پرست ٹولہ جائز ناجائز انداز میں قومی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر صرف ذاتی مفادات کا غلام بن کر ریاست اور عوام کے ناقابل برداشت نقصان کا باعث بنا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان اس وقت مہنگائی، غیر یقینی اور بداعتمادی کے دلدل میں پھنسا نظر آتا ہے کیونکہ عام تاثر یہی پایا جاتا ہے کہ محنت، مزدوری، ایمانداری سے کام کرنے والوں کے راستے کی روکاوٹیں ایسی طاقتیں ہیں جو اپنے مفادات کے لیے شارٹ کٹ کی خواہش میں بدعنوانی، مک مکا اور لین دین کر کے حقیقی افراد کے لیے رکاوٹ بن جاتے ہیں انھیں جائز ناجائز کی پرواہ نہیں۔ اس لیے وہ آگے بڑھتے جاتے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی یہی روایت پروان چڑھ رہی ہے، ترقی کا واحد زینہ بدعنوانی ہے ایسے لوگ ریاست کو کمزور ہی نہیں کرتے بلکہ حقدار کا حق چھین کر طاقتور طبقے کی ترقی وخوشحالی کا باعث بنتے ہیں۔ اگر پاکستانی معاشرے کا غیر جانبدارنہ جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ یہاں بدعنوانی ایک عمل ہرگز نہیں بلکہ او کے ٹھیک ہے اسے ترقی اور خوشحالی کا ذریعہ سمجھتے ہوئے رویہ بنا لیا گیا ہے۔ اس طرح

بدعنوانی رشوت، سفارش، مک مکا، پسند ناپسند تک محدود نہیں، یہ ایک ایسی سوچ ہے جو پوری قوم میں پھیل چکی ہے جیسے کوئی برائی نہیں۔ لہذا وقت کا تقاضا ہے کہ اب بدعنوانی، رشوت ستانی اور مک مکا کے کلچر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔

ماضی میں پکڑ دھکڑ اور احتساب کی نعرے بازی دیکھنے کو ملی لیکن کڑا احتساب نہیں ہوسکا کہ ذمہ داران مصلحت پسندی کا شکار ہو گئے اس طرح لحاظ، پسند ناپسند اور اپنا پرایا نے اس چور بازاری کو ناسور بنا دیا ہے۔ ایک نائب قاصد اور چپراسی سے لے کر کلرک بادشاہ، سپاہی سے لے کر بڑے افسران تک یہ ریت زور و شور سے چل رہی ہے اور کوئی شرمندہ نہیں بلکہ مک مکا کا فارمولا تو پرسنٹیج کی صورت میں بھی رائج العمل ہی نہیں، فخریہ انداز میں عملی شکل اختیار کر چکے ہیں ایسے میں ملکی اور اجتماعی ترقی کیسے ممکن ہوسکتی ہے؟ ذمہ داروں کی اکثریت برائی کو برائی نہیں سمجھتی بلکہ پرسنٹیج کے فارمولے کو رشوت بھی نہیں سمجھتی پھر عام آدمی کا ریلیف اور اجتماعی ترقی کے راستے کیسے نکلیں گے اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہمیں اپنے بچوں اور نئی نسل کے مستقبل کے لیے مشترکہ حکمت عملی سے ایسی منصوبہ بندی پر عمل کرنا اور کرانا ہوگا کہ ذاتی مفادات کی روایت کا خاتمہ کر کے قومی مفادات کو ترجیح دیں اور بدعنوانی کو ہر سطح پر مسترد کریں۔ خواہ وہ معمولی ہو کہ حد سے زیادہ، یہ کام فرد کی بنیاد سے اگر شروع ہو جائے تو افراد کی سطح پر پہنچ کر مثبت نتائج برآمد کر سکتا ہے کیونکہ افراد ہی کسی اچھے برے معاشرے کی بنیاد ہوتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ بدعنوانی کا جن اس قدر بے لگام ہو چکا ہے کہ حکومت کے سخت اقدامات کیے بغیر اس کا خاتمہ ممکن نہیں جبکہ صورتحال یہ ہے کہ حکومت قانون بناتی ہے اقدامات کرتی ہے اور ذمہ داران عمل درآمد میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور درست انداز میں اقدامات پر عمل نہیں ہو پاتا، یوں نتائج ادھورے رہ جاتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اب پاکستان کے حالات و واقعات میں ایسی گنجائش نہیں۔ کسی مصلحت پسندی کا مظاہرہ کیا جائے یا ماضی کی غلطیاں دہرائی جائیں۔ حکومتی نعرہ زیرو ٹالرنس کی ایسی حقیقی تصویر عوام کے سامنے آنی چاہیے جس سے احتساب سب کا اور برابری کی بنیاد پر ہوتا دکھائی دے۔ اصولوں کی بالادستی اور سخت اقدامات سے خود احتسابی بھی اجتماعی عزم بن سکتی ہے اگر اس اقدام میں کامیابی مل گئی تو بدعنوانی کے مرتکب افراد یہ جان جائیں گے کہ اب تک جو کیا جا چکا وہ سراب تھا حقیقت یہی ہے کہ جو جہاں ہے جس بھی پوزیشن میں ہے وہ اپنے قانونی حدود میں اختیارات استعمال کرے اور اپنی ملازمت سرکاری ہو کہ نجی ایمانداری سے قومی خدمت کے جذبے سے نبھائے۔ وقت آ گیا ہے کہ ماضی کی

> ہم بطور قوم صرف سیاست دانوں اور اعلی افسروں کو بدعنوان قرار دے کر اپنی ذات کو بری کر لیتے ہیں حالانکہ صورتحال ایسی نہیں، عام شہری بجلی چوری کر کے میٹر ریڈر کو رشوت دیتا ہے، ٹریفک وارڈن پیسے لے یا نہ لے لیکن اسے رشوت کی آفر دے کر جان چھڑانے کا خواہشمند ہوتا ہے، ٹیکس اول تو دیتا نہیں اور اگر دینا پڑ جائے تو جعلی دستاویزات کا سہارا ڈھونڈتا ہے یعنی وہ خود بھی اس گھناؤنے عمل کو مضبوط کرتا ہے حالانکہ تنقید بھی وہی کرتا ہے۔ کہنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ جب تک ہر فرد اصولوں پر کاربند ہونے کا فیصلہ نہیں کرے گا، اس وقت تک صرف حکومتی اقدامات سے زیرو ٹالرنس کا خواب پورا نہیں ہو سکے گا۔

غلطیوں سے سیکھا جائے اور پاکستانی معاشرے کا ہر فرد یہ فیصلہ کرے کہ آئندہ ہم نے بدعنوانی سے زندگی نہیں گزارنی ہے کیونکہ ترقی وخوشحالی کی تمنا میں اپنے آپ کو ہی نہیں پورے سماج کو بدلنا ہے۔

کام مشکل ہے کیونکہ زیرو ٹالرنس کا نعرہ اس لیے تحریک نہیں بنتا کہ کوئی بھی فرد اپنی اصلاح کرنے کو تیار نہیں، ہم بس بدعنوانی کا خاتمہ تو چاہتے ہیں لیکن خواہش مدمقابل سے رکھتے ہیں خود کوئی ایسا عمل کرنا نہیں چاہتے، جس سے ذاتی مفادات کی بجائے اجتماعی مفادات کا رواج آگے بڑھے۔ پاکستان کی معاشی بدحالی میں بدعنوانی ایک عنصر ہے ایسے معاشرے میں بیرونی سرمایہ کاری ہی نہیں محدود ہوتی بلکہ ملکی سرمایہ کار بھی خوفزدہ رہتے ہیں ٹیکس نظام ہو یا کوئی تجارتی پالیسی نہ صرف غیر منصفانہ فیصلے کیے جاتے ہیں بلکہ پالیسی بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے جس سے کسی کا بھی اعتماد بحال نہیں ہوتا، اگر پاکستان کی ترقی اور عوام کی خوشحالی مقصود ہے تو ایسے سخت اقدامات کرنے پڑیں گے جن سے شفافیت بھی دکھائی دے اور بداعتمادی کی پالیسی میں بھی تبدیلیاں ہوں۔ ٹیکس کا غیر منصفانہ نظام معاشی بدحالی کا باعث بنتا ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ زیرو ٹالرنس کا فائدہ صرف اخلاقی نہیں بلکہ معاشی بھی ہے اس وقت ریاست پاکستان میں سب سے بڑا چیلنج ہی اعتماد سازی ہے۔ ماضی کے حکمرانوں نے اپنی غلط منصوبہ سازی اور اقدامات سے بدعنوانی کا راستہ نہیں روکا، عدالتی اصلاحات، پولیس نظام میں تبدیلی، سرکاری اداروں میں ڈیجیٹل اقدامات یقیناً بدعنوانی کے خلاف بڑی رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ لہذا ریاست اگر واقعی زیرو ٹالرنس چاہتی ہے تو جنگی بنیادوں پر تمام شعبہ جات میں

خصوصی اقدامات کرنے ہوں گے کیونکہ عوام سمجھتی ہے کہ اختیارات کا مسلسل ناجائز استعمال ہوتا ہے ہر چھوٹے بڑے فیصلے میں سیاسی مداخلت کا الزام موجود ہے اس لیے اس تاثر کو زائل کرنے کے عوامی اور قومی اعتماد کی بحالی اولین ترجیح ہونی چاہیے جب تک عوامی سطح پر اعتماد کی بحالی نہیں ہو گی نہ معاشرتی اور اخلاقی پسماندگی کا خاتمہ ہو گا اور نہ ہی معاشی ترقی کی کوئی راہ نکلے گی۔

پاکستان میں قدرتی وسائل اور باصلاحیت لوگوں کی ہرگز کمی نہیں مین پاور بھی کم نہیں لیکن مجموعی طور پر حالات اس بات کی چغلی کھاتے ہیں کہ بدعنوانی ہماری رگوں میں رچ بس گئی ہے۔ کسی بھی جائز کام کے لیے کلرک بادشاہ فائل پر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے اور فائل کو پہیے لگانے کا مشورہ دیا جاتا ہے ضرورت منداس مشورے کو اپنی مشکلات کم کرنے کے لیے قبول بھی کر لیتے ہیں اور اگر کلرک بادشاہ یہ کام ایمانداری سے کر دے تو فائل سرخ فیتے کی نذر ہو جاتی ہے۔ بچوں کے اسکول داخلے سے لے کر روزگار کے حصول تک سفارش اور دولت کی طاقت کی کرامات عام ہیں۔

تالی دونوں ہاتھوں سے بجے گی حکومتی اقدامات اور اس پر سختی سے عمل در آمد جبکہ عوامی تعاون بھی ملک و ملت کے لیے انتہائی ضروری ہے ورنہ تمام تر کوششوں کے باوجود نتیجہ صفر ہو گا۔ ماضی میں ذرا جھانکیں تو درجنوں بلکہ سینکڑوں ایسے سکینڈلز نظر آئیں گے جو مصلحتوں اور طاقت وروں کی خواہش پر دفن کر دیے گئے۔ حالات اور واقعات نے پاکستانی، حکمران اور عوام کی آنکھیں کھول دیں کہ ماضی کے تمام فارمولے صرف وقت گزاری کے تھے اب مصلحتیں اور پسند ناپسند سے بالاتر ہو کر سوچنا ہی نہیں پڑے گا بلکہ اس کے لیے ایک ایسا روڈ میپ ترتیب دینا پڑے گا جس کے تحت بدعنوانی چھوٹی ہو کہ بڑی ناقابل معافی ہو گی کسی شخص، شخصیات، ادارے، اشرافیہ، طاقتور اور من پسند کو معافی نہیں ملے گی۔ بے رحم احتساب ہو گا حکومتی سطح پر انتظامات اور عوامی سطح پر اس کی مقبولیت، ریاست پاکستان اس وقت مسائلستان بنی ہوئی ہے۔ حکومت معاملات میں بہتری لا کر معاشی بحران کے خاتمے سے عوامی ریلیف کے لیے کوشاں ہے لیکن اب بدعنوانی، وسائل کی ڈکیتی اور محدود وسائل مشکلات میں کمی نہیں آنے دیتے۔ پھر بھی اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ اگر بدعنوانی کے حوالے سے برداشت کی گنجائش نہیں ایسے میں مصلحت پسندی سے جان چھوٹ جائے تو ترقی اور خوشحالی کی راہ آسان ہو سکتی ہے۔

چھوٹے بڑے ٹینڈر صرف سرکاری ہی نہیں، نجی بھی مک مکا کی بدعنوانی سے منسلک ہیں، آج قومی ایئر لائن بدعنوانی کی محاذ آرائی کی بھینٹ چڑھ چکی ہے۔ ذمہ داروں نے وہاں ہر شعبے میں میرٹ کی دھجیاں اڑائیں، ہر جگہ جائز پر ناجائز کو ترجیح دی گئی، من پسند لوگوں کو نوازا گیا نتیجہ سب کے سامنے ہے یہ تو صرف ایک قومی ادارے کی بدحالی کی کہانی ہے کسی بھی شعبے کی تلاشی لے لیں، حالات اس سے بھی بدتر ملیں گے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ مملکت پاکستان میں ہر دور میں احتساب کا مطالبہ کیا جاتا ہے لیکن عملی طور پر ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ احتساب کی آڑ میں اپنوں کو نوازے اور غیروں کو نشان عبرت بنائے، بس یہی وہ غلطی ہے جس سے گروہ، جماعت، لیڈر اور اداروں کے لیے رعایت کا

دروازہ کھل جاتا ہے۔ قومی مفادات پر انفرادی ترجیحات بڑھ جاتی ہیں اور چند افراد اپنی من مانی میں تمام اقدامات کو اپنی خواہشوں پر نثار کر دیتے ہیں یوں قومی اور اجتماعی مفادات پس پشت چلے جاتے ہیں۔ وزیراعظم شہباز شریف ان کی ٹیم اور ایس۔ آئی۔ ایف۔ سی معاشی بدحالی، روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے سرتوڑ کوششیں کر رہی ہے سیاسی اور عسکری قائدین کے ویژن پر کامیابیاں بھی ملیں۔ جنگی اور سفارتی محاذ نے قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا لیکن حالات کا تقاضہ ہے کہ زیرو ٹالرنس کا نعرہ مزید مضبوط کر کے بے رحم احتساب کا سلسلہ شروع کیا جائے تاکہ بدعنوانی، چور بازاری اور خود فریبی کا دروازہ پوری طاقت سے ہمیشہ کے لئے بند کر کے قوم کو اعتماد میں لیا جا سکے اور نیچے سے اوپر تک یہ پیغام دے دیا جائے کہ بدعنوانی کے خلاف زیرو ٹالرنس پر ہر صورت مکمل عمل درآمد کرایا جائے گا کیونکہ پاکستان اب مزید بدعنوانی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے برداشت کی گنجائش نہیں، پاکستان ترقی اور خوشحالی کی طرف رواں دواں ہے اور اس میں رکاوٹ بدعنوانی کا پہاڑ ہے جسے اب ہر صورت نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

ماحولیاتی تحفظ اور ماحولیاتی آلودگی کم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات

کنول افتخار
(مصنفہ ایک ممتاز صحافی اور کالم نگار ہیں اور اخبار میں کالم لکھتی ہیں)

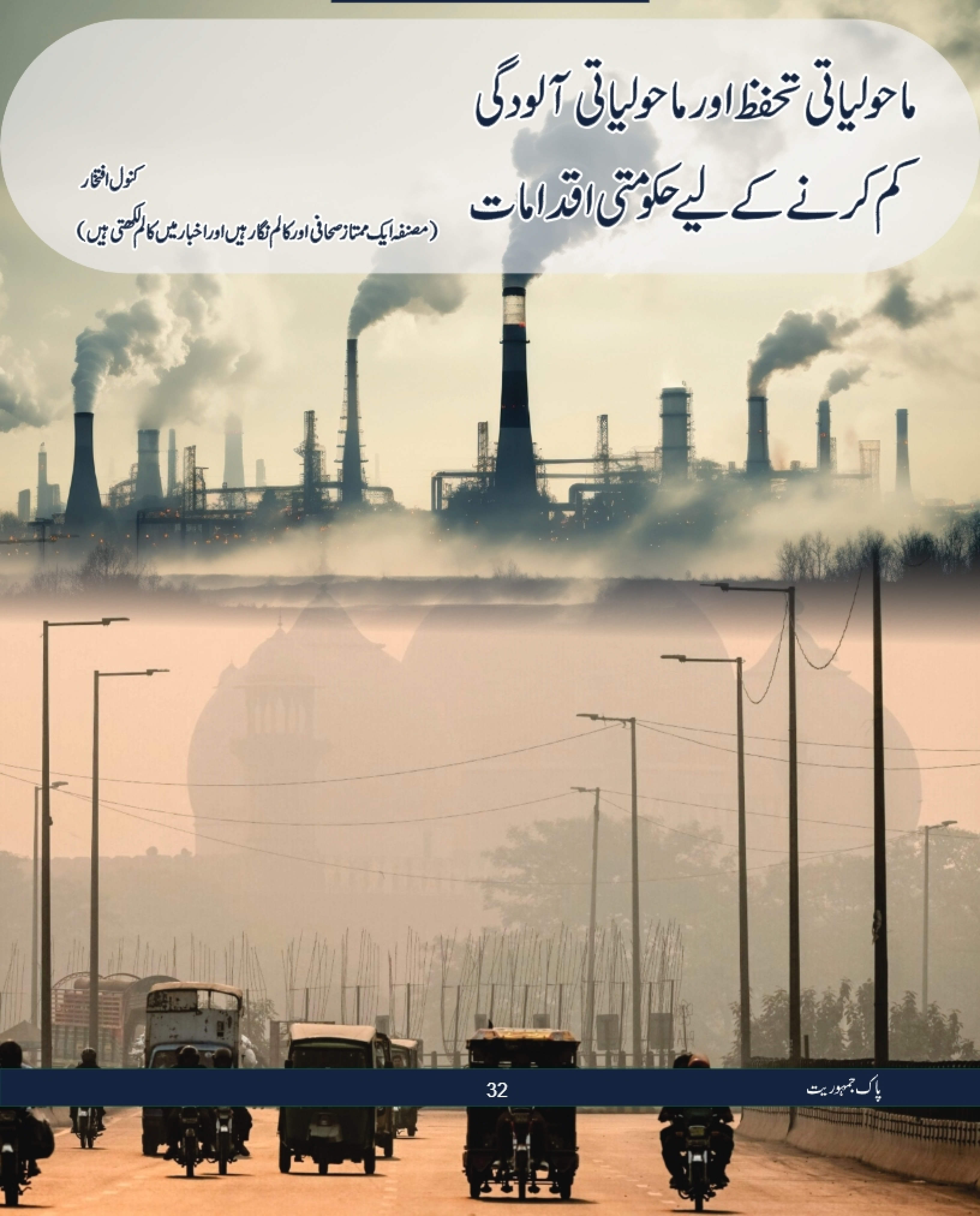

ماحولیات انسانی زندگی اور زمین کی بقا کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ عام زبان میں ماحول یا ماحولیاتی نظام سے مراد وہ تمام قدرتی عناصر اور وسائل ہیں، جو انسانی اور غیر انسانی زندگی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، جیسے ہوا، پانی، زمین، نباتات، حیوانات اور دیگر ماحولیاتی عوامل۔ ماحول کی سلامتی اور اس کا تحفظ انسانی فلاح و بہبود، معیشت اور صحت کے لیے ضروری ہے۔ ایک متوازن ماحول نہ صرف ہمیں صاف ہوا، پینے کا پانی اور زراعت کے لیے زمین فراہم کرتا ہے بلکہ قدرتی آفات سے محفوظ رکھنے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی جسے انگریزی میں Pollution کہا جاتا ہے، اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسانی سرگرمیاں یا صنعتی عمل زمین، پانی یا ہوا میں نقصان دہ مواد داخل کر دیتے ہیں۔ اس آلودگی کے نتیجے میں نہ صرف انسانی صحت متاثر ہوتی ہے بلکہ حیاتیاتی تنوع، نباتات اور حیوانات پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی کی اقسام متعدد ہیں، جن میں فضائی آلودگی، آبی آلودگی، زمینی آلودگی، صوتی آلودگی اور حیاتیاتی آلودگی شامل ہیں۔

صوتی آلودگی جسے Noise Pollution کہا جاتا ہے، شہری زندگی میں گاڑیوں کی ہارن، فیکٹریوں کے شور، تعمیراتی سرگرمیوں اور دیگر انسانی فعالیت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور انسانی ذہنی اور جسمانی صحت پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ ماحول کی حفاظت نہ صرف ایک سماجی ضرورت ہے بلکہ قانونی اور اخلاقی بھی ہے۔ ماحولیات کے تحفظ کے لیے عالمی سطح پر متعدد اقدامات کیے جا رہے ہیں، جن میں ماحولیاتی قوانین، انوائرمنٹ پروٹیکشن ایکٹس، موسمیاتی تبدیلی سے متعلق عالمی معاہدے اور پائیدار ترقی کے پروگرام شامل ہیں۔

فضائی آلودگی کا سب سے بڑا سبب گاڑیوں کے دھوئیں، صنعتی کارخانوں سے خارج ہونے والا دھواں، توانائی پیدا کرنے والے پلانٹس، کیمیکلز اور زہریلے گیسیں ہیں۔ یہ آلودگی نہ صرف سانس کے امراض پیدا کرتی ہے بلکہ موسمیاتی تبدیلی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زمین کی آلودگی کی بنیادی وجوہات صنعتی فضلہ، پلاسٹک کا بڑھتا ہوا استعمال، زہریلے کیمیکلز، کھیتوں میں استعمال ہونے والے کیڑے مار ادویات اور ناقص فضلہ کے انتظامات ہیں۔ آبی آلودگی میں صنعتی فضلہ، گندہ پانی، کیمیائی مادے اور سمندری نقل وحمل کے اثرات شامل ہیں، جو نہ صرف انسان کے پینے کے پانی کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں بلکہ آبی حیات کے لیے بھی نقصان دہ ہیں۔

پاکستان میں بھی ماحولیات کے تحفظ کے لیے قوانین موجود ہیں، لیکن ان پر عملدرآمد اور نگرانی میں کمی کے سبب مسائل مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ حالیہ دہائیوں میں صنعتی ترقی، شہری آبادی میں اضافہ، بے تحاشہ گاڑیوں کا استعمال، ناقص فضلہ کے انتظام اور جنگلات کی کٹائی نے پاکستان میں ماحولیاتی آلودگی کے مسائل کو بڑھا دیا ہے۔ لاہور، کراچی، اسلام آباد، فیصل آباد اور دیگر بڑے شہروں میں فضائی آلودگی کی سطح خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ خاص طور پر سردیوں میں، جب دھند اور فضا میں دھوئیں کی تہہ جم جاتی ہے، شہریوں کی سانس لینے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے اور دمہ اور دیگر سانس کے امراض میں اضافہ ہوتا ہے۔ پانی کی آلودگی بھی ایک سنگین مسئلہ بن گئی ہے۔ دریائے سندھ، دریائے راوی اور دیگر اہم پانی کے ذخائر صنعتی فضلہ اور گھریلو گندے پانی کے باعث آلودہ ہو رہے ہیں، جس کے نتیجے میں آبی حیات متاثر ہو رہی ہے اور انسانی صحت کے لیے خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ زمین کی آلودگی کے اثرات بھی واضح ہیں۔ فضلہ ٹھکانے نہ لگانے، پلاسٹک کا بڑھتا ہوا استعمال، کیمیکلز اور صنعتی فضلہ زمین کی زرخیزی کو کم کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں فصلوں کی پیداوار متاثر ہو رہی ہے اور خوراک کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جنگلات کی کٹائی اور غیر قانونی سرگرمیاں زمین کی قدرتی تحفظاتی صلاحیت کو کم کر رہی ہیں، جس سے سیلاب اور دیگر قدرتی آفات کے خطرات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

حکومت پاکستان نے ماحولیات کے تحفظ اور ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لیے متعدد اقدامات اٹھائے ہیں۔ ان اقدامات میں سب سے اہم ماحولیاتی قوانین اور ریگولیٹری اداروں کا قیام ہے۔ پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کے لیے "پاکستان ایئر کوالٹی مینجمنٹ بورڈ" (PAQMB)، "پاکستان ایڈوائزری کونسل برائے ماحولیاتی تحفظ اور پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انوائرمنٹل سائنسز جیسے ادارے قائم کیے گئے ہیں، جو فضائی، زمینی اور آبی آلودگی پر نظر رکھتے ہیں اور تحقیق کے ذریعے پالیسیاں بنانے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ شہری علاقوں میں فضائی آلودگی کم کرنے کے لیے حکومت نے صنعتی اخراج کو کنٹرول کرنے کے قوانین نافذ کیے ہیں اور گاڑیوں کے ایندھن کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ بڑے شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کو فروغ دیا جا رہا ہے تاکہ ذاتی گاڑیوں کی تعداد کم ہو اور فضائی آلودگی میں کمی آئے۔ ان کے علاوہ شجرکاری کے پروگرامز بھی شروع کیے گئے ہیں تاکہ شہری علاقوں میں فضا کی صفائی میں بہتری آئے اور قدرتی ماحول کو تحفظ

ملے۔ آبی آلودگی کم کرنے کے لیے حکومت نے صنعتی فضلہ خارج کرنے والے پلانٹس کے لیے قوانین نافذ کیے ہیں اور گندے پانی کو صاف کرنے کے پلانٹس قائم کیے ہیں۔ دریاؤں اور جھیلوں میں صفائی کے لیے خصوصی پروجیکٹس شروع کیے گئے ہیں تاکہ آبی حیات کو نقصان نہ پہنچے اور عوام کو صاف پانی دستیاب ہو۔ زمینی آلودگی سے نمٹنے کے لیے فضلہ مینجمنٹ کے نظام کو بہتر بنایا جا رہا ہے، خاص طور پر بڑے شہروں میں کوڑا کرکٹ اور پلاسٹک کے فضلے کے لیے ری سائیکلنگ پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔

قومی سطح پر حکومت نے "نیشنل کلین اینڈ گرین پروگرام" اور "گرین پاکستان پروگرام" کے تحت لاکھوں درخت لگانے، شہری پارکس کی تعمیر اور ماحول دوست ٹرانسپورٹ کو فروغ دینے کے اقدامات کیے ہیں۔ ان پروگراموں کے تحت نہ صرف شہروں میں ماحولیاتی بہتری لانے کی کوشش کی جا رہی ہے بلکہ دیہی علاقوں میں جنگلات کی کٹائی اور زمین کی تباہی کو روکنے کی بھی کوشش کی جا رہی ہے۔ صنعتی شعبے میں ماحول دوست ٹیکنالوجی اور قابل تجدید توانائی کے استعمال کو فروغ دیا جا رہا ہے تاکہ فیکٹریوں سے خارج ہونے والا فضلہ اور دھواں کم ہو اور توانائی کی ضرورت پوری کرتے ہوئے ماحولیات کی حفاظت کی جا سکے۔ سولر پینلز، ونڈ ٹربائنز اور دیگر قابل تجدید توانائی کے ذرائع کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے تاکہ کوئلہ اور دیگر آلودہ کرنے والے ایندھن کی جگہ ماحول دوست توانائی استعمال کی جا سکے۔

ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ کے لیے عوامی شعور بھی بڑھایا جا رہا ہے۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ماحولیات کے متعلق آگاہی

مہمات چلائی جا رہی ہیں تاکہ نوجوان نسل ماحولیات کے تحفظ میں حصہ ڈالے۔ سرکاری اور غیر سرکاری تنظیمیں عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ ماحولیاتی تحفظ ہر فرد کی ذمہ داری ہے اور چھوٹے چھوٹے اقدامات جیسے پلاسٹک کا کم استعمال، گاڑیوں کی بجائے بائیسکل کا استعمال، اور توانائی کی بچت بڑے پیمانے پر ماحولیاتی بہتری لا سکتے ہیں۔

پاکستان نے عالمی سطح پر بھی ماحولیاتی تحفظ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ پیرس معاہدہ، مونٹریال پروٹوکول اور دیگر عالمی ماحولیاتی معاہدوں کے تحت حکومت نے اپنے وعدے پورے کرنے کے لیے اقدامات کیے ہیں اور آلودگی کم کرنے کے لیے قومی قوانین اور ریگولیشنز کو بہتر بنایا ہے۔ ان اقدامات کے ذریعے پاکستان عالمی سطح پر ماحولیاتی ذمہ داری کا حصہ بن رہا ہے اور ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات کو کم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی اور اس کے اثرات انسانی صحت، معیشت اور قدرتی نظام کے لیے خطرناک ہیں۔ پاکستان میں ماحولیاتی آلودگی کے اسباب میں صنعتی ترقی، شہری آبادی میں اضافہ، جنگلات کی کٹائی، ناقص فضلہ مینجمنٹ اور عوامی شعور کی کمی شامل ہیں۔ تاہم حکومت نے ماحولیات کے تحفظ کے لیے قوانین، ادارے، شجرکاری پروگرامز، فضلہ مینجمنٹ، قابل تجدید توانائی اور عوامی آگاہی کی مہمات کے ذریعے مؤثر اقدامات کیے ہیں۔ یہ اقدامات اگر مؤثر طور پر نافذ کیے جائیں اور عوام بھی تعاون کریں تو پاکستان میں ماحولیات کا تحفظ ممکن ہے اور آلودگی کے اثرات کم کیے جا سکتے ہیں۔

پاکستان کی ٹیکنالوجی اور جدت کی طرف پیش قدمی

(اسسٹنٹ پروفیسر) ڈاکٹر حمیرا صادق قریشی

پاکستان ٹیکنالوجی اور جدت (Innovation) کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، جس میں نوجوانوں کی بڑی تعداد، ڈیجیٹل پالیسیاں اور بین الاقوامی شراکتیں (جیسے گوگل کے ساتھ) کلیدی کردار ادا کر رہی ہیں، جس سے مصنوعی ذہانت (AI)، ای کامرس، دفاع اور ٹیلی میڈیسن جیسے شعبوں میں نمایاں پیش رفت ہو رہی ہے۔ آج پاکستان میں ٹیکنالوجی اور انوویشن کا چرچا ہر طرف ہے۔ دیہات کی سطح پر کسان اپنے موبائل پر موسم کی خبریں دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے کہ فصل کب کاشت کرنی ہے۔ دکان دار حساب کتاب کے لیے ایپ استعمال کرتے ہیں۔ طالب علم، شہر یا گاؤں سے یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتا ہے۔ مریض دنیا کے ماہر ڈاکٹر سے مشورہ لے سکتا ہے یہ سب ٹیکنالوجی اور انوویشن کی بدولت ممکن ہو رہا ہے۔ یہ وہ طاقت ہے جس کی بدولت بچوں کو اعلیٰ تعلیم، مریضوں کو بہتر علاج، کسان کو اچھی پیداوار، اور کاروباری حضرات کو ترقی کی نئی راہیں دے سکتی ہے پاکستان ٹیکنالوجی اور جدت کی دوڑ میں ایک بڑے عہد سے گزر رہا ہے۔ اس کا سفر تاریخی سائنسی کامیابیوں سے لے کر ڈیجیٹل معیشت اور جدید تحقیق تک پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان کا ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا سفر 2000ء کی دہائی کے آغاز میں نمایاں ہونا شروع ہوا، جب حکومت نے پاکستان ٹیلی کام اتھارٹی (PTA) اور نیشنل آئی ٹی پالیسی 2000 کے تحت انٹرنیٹ ایکسیس (Internet Access) کو فروغ دینا شروع کیا۔ 2004ء میں براڈ بینڈ پالیسی متعارف کروائی گئی، جس نے شہروں میں انٹرنیٹ کی فراہمی میں بنیادی کردار ادا کیا 2007ء میں پاکستان نے 3G اور 4G لائسنس کی تیاری شروع کی، جو بعد میں 2014ء میں مکمل ہوئی۔ اسی

دوران نیشنل ڈیٹا سینٹر (NDC) اور ای گورننس کے ابتدائی منصوبے بھی متعارف ہوئے، جن میں نادرا کا ڈیجیٹل شناختی کارڈ سسٹم (Digital CNIC) اور ایف بی آر (FBR) کی ای فائلنگ (Filing-E) سہولیات شامل تھیں۔ اسی عرصے میں فنانس شعبے میں موبائل بینکنگ نے قدم رکھا، جو فن ٹیک انوویشن کا بڑا سنگ میل تھا۔ ڈیجیٹل پاکستان وژن (Digital Pakistan Vision) جو دسمبر 2019ء میں باضابطہ طور پر متعارف کروایا گیا اس وژن (Vision) کے تحت انٹرنیٹ کی دستیابی، اسمارٹ سٹی پروجیکٹس اور ڈیجیٹل فری لانسنگ، بڑے شہروں میں سمارٹ سٹی پائلٹ پراجیکٹس، ڈیجیٹل ادائیگی کیلئے راست (RAAST) سسٹم اور ای۔ پاسپورٹ (Passport-E) جیسے حوصلہ افزا اقدامات شامل کئے گئے۔

پاکستان میں National Institute for Biotechnology and Genetic Engineering (NIBGE) نے فصلوں کی جینیاتی بہتری اور ویکسینز کی تیاری میں پیش رفت کی ہے، خاص طور پر مقامی ٹیسٹنگ کٹس اور ریسرچ کا کردار قابلِ ذکر رہا۔ سب سے بڑی پیش رفت ٹیلی میڈیسن (Tele-Medicine) کی صورت میں سامنے آئی۔ پاکستان کے بہت سے اسپتالوں میں جدید مشینری اور AI پر مبنی تشخیص کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے۔ اب AI الگورذمز اور جدید مشینوں کا استعمال کر رہے ہیں تا کہ کینسر، دل اور دیگر پیچیدہ بیماریوں کی بروقت اور درست تشخیص ممکن بنائی جا سکے۔ جدید AI الگورذمز، خاص طور پر ڈیپ لرننگ ماڈلز جیسے CNNs (Convolutional Neural Networks)، میموگرافی، سی ٹی اسکین اور بایوپسی امیجز کا تجزیہ کرتے ہیں۔ یہ ماڈلز لاکھوں امیجز پر تربیت حاصل کر کے پیچیدہ patterns اور ان چھوٹے نشانات کو پہچان لیتے ہیں جو انسانی آنکھ کی نظر سے بچ سکتے ہیں۔

گیگا اکانومی انڈیکس 2021 کے مطابق، پاکستان دنیا کا چوتھا سب سے بڑا فری لانسنگ ملک بن چکا ہے اس کامیابی کا انحصار نوجوانوں کا ڈیجیٹل ٹولز کو بروئے کار لانے کی صلاحیت سے ہوا۔ 4G سروسز کی وجہ سے ڈیجیٹل فنانشل سروسز نے بینکنگ کے روایتی طریقوں کو بدل دیا اور اب پاکستان کے دور دراز علاقوں میں بھی لوگ با آسانی رقم بھیج اور وصول کر سکتے ہیں۔ مقامی سطح پر سائنسی ریسرچ میں ڈیجیٹل ٹولز نے محققین کو عالمی معیار کے ڈیٹا بیس، سافٹ ویئر اور کلاؤڈ کمپیوٹنگ تک رسائی دی ہے۔ یونیورسٹیوں میں سٹوڈنٹس کو ان کی ضرورت اور فیلڈ کے مطابق سیمولیشن سافٹ ویئرز، پروگرامنگ ٹولز اور ڈیجیٹل سافٹ ویئر مہیا کرنے سے نمایاں بہتری آئی ہے۔

تعلیم کا شعبہ ہمیشہ سے ہی چیلنجز کا شکار رہا لیکن ٹیکنالوجی نے اس میدان میں کئی نئی راہیں کھولی ہیں۔ سب سے اہم تبدیلی ای-لرننگ، ورچوئل کلاسز اور آن لائن امتحانات کی شکل میں سامنے آئی ہے۔ جہاں ہزاروں طلبہ کو گھر بیٹھے اعلیٰ تعلیم کے مواقع میسر آئے۔ انٹرنیٹ کی بدولت آن لائن لیکچرز، ویڈیوز اور ای بکس تک رسائی ممکن ہوئی۔ آج تحقیق اور علم کی دنیا بھی ڈیجیٹل ہو چکی ہے۔ ڈیجیٹل

لائبریریاں اور آن لائن ریسرچ کے مواقع پاکستان کے طلبہ اور اساتذہ کے لیے علم کا خزانہ ہیں Pakistan Research Repository،HEC Digital Library،اور National Digital Library جیسے منصوبوں نے لاکھوں ریسرچ پیپرز، جرنلز اور ای بکس تک مفت رسائی مہیا کی ہے۔ان اقدامات نے نہ صرف تحقیق کو آسان کیا بلکہ علمی معیار کو بھی بہتر بنایا۔عالمی سطح پر، پاکستان کے طلبہ Google Scholar ، JSTOR اور دیگر بین الاقوامی پلیٹ فارمز تک رسائی حاصل کر کے اپنی تحقیقی استعداد بڑھا رہے ہیں۔پاکستان میں روبوٹکس کا شعبہ قومی سطح پر شناخت حاصل کر رہا ہے National Center of Robotics and Automation (NCRA) کے تحت بننے والے گیارہ سب سینٹرز، جیسے NUST-NCRA،GIKI-NCRA،اور UET-NCRA

Peshawar، خودکار گاڑیوں، ریسکیو روبوٹس، انڈسٹریل روبوٹکس اور میڈیکل روبوٹکس پر تحقیق کر رہے ہیں Lahore UET کے روبوٹکس اور مشین وژن لیب نے 2022 میں پاکستان کا پہلا ریئل ٹائم روبوٹک آرم پروٹو ٹائپ کامیابی سے بنایا گیا ہے۔عالمی میدان میں پاکستان کے طلباء اور نوجوان انجینئرز نے کئی بین الاقوامی مقابلوں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا NUST's Team NUSTAG نے RoboCup Rescue League (2019, Sydney) میں شرکت کی جسے اپنی کیٹیگری میں بہترین انوویٹو روبوٹ ڈیزائن کے لیے سراہا گیا۔Robotics Team GIKI نے 2018ء میں ترکی میں International Robotic Competition

روبوٹک ٹیکنالوجی (Robotics Technology)، مصنوعی ذہانت، اور مشین لرننگ میں جدت طرازی روبوٹس کی مختلف اقسام کو تشکیل دے رہی ہے جو پیچیدہ کاموں کو اعلیٰ درستی اور کارکردگی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ یہ پیش رفت صنعتی سامان سازی (Manufacturing)، ذرائع نقل و حمل (Logistics)، صحت عامہ، اور دیگر شعبوں میں مشینی خودکاری کو فروغ دے رہی ہے، پیداواری صلاحیت، حفاظت اور کام کرنے کی کارکردگی کو بہتر بنا رہی ہے۔ صنعتی سامان سازی میں، روبوٹکس (Robotics) اور خودکاری (Automation) اسمارٹ فیکٹریوں (Smart Factories) کے تصور کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں، جہاں مشینیں، روبوٹ اور انتظامیہ ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور آپس میں متعلقہ مصنوعات سازی میں درپیش مسائل اور ضروریات کے بارے میں گفتگو بھی کرتے ہیں۔

میں خودکار فائر فائٹنگ روبوٹ کے لیے انوویشن ایوارڈ جیتا، جبکہ LUMS Rob Society کی ٹیم نے 2021ء میں Virtual RoboWars میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ پاکستانی اسٹارٹ اپس، روبوٹکس اور IoT کے اشتراک سے اسمارٹ روبوٹکس سلوشنز جیسے ذہین ڈرونز (Intelligent Robot) اور پانی صاف کرنے والے روبوٹس (Water Purification Robots) پر کام کر رہے ہیں۔ پاکستان کی سلامتی اور خودمختاری کی حفاظت کیلئے جدید ٹیکنالوجی کا کردار اب ناقابلِ تردید ہے۔ خاص طور پر جدید اسلحہ سازی، ڈرونز اور سائبر سیکیورٹی میں ہونے والی پیش رفت نے ملکی دفاع کو روایتی جنگی صلاحیتوں سے کہیں آگے پہنچا دیا ہے۔ پاکستان ایروناٹیکل کمپلیکس اور NESCOM کے اشتراک سے بنائے گئے براق ڈرون اور شاہپر ڈرون نہ صرف نگرانی بلکہ ہدف کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کی خفیہ ایجنسیاں اور مسلح افواج مصنوعی ذہانت کے استعمال سے دشمن کی نقل و حرکت، مواصلات اور سائبر سرگرمیوں کا تجزیہ کرتی ہیں۔

پیداوار کے عمل کو بہتر بنانے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ جدید روبوٹس، AI اور انٹرنیٹ آف تھنگز (Internet of Things IoT) کے ساتھ مل کر، حقیقی وقت (Real time) میں نگرانی، متوقع دیکھ بھال، اور اضافی سامان سازی (Adaptive Manufacturing) کرتے ہیں اس کے نتیجے میں کم میں وقت تیاری، اور کم پیداواری لاگت میں اعلیٰ کارکردگی ظاہر ہوتی ہے۔ پاکستان میں انٹرنیٹ آف تھنگز (IoT) ایک ایسا شعبہ بن رہا ہے جو ہماری روزمرہ زندگی، معیشت، صنعت اور شہری نظام کو جدید طرز پر استوار کر رہا ہے۔ IoT کا مطلب ہے مختلف آلات، مشینیں، سینسرز اور سسٹمز کا انٹرنیٹ کے ذریعے آپس میں جڑ جانا ہے تاکہ وہ خودکار طریقے سے ڈیٹا شیئر کریں مثال کے طور پر چند نجی ادارے اپنی خودکار گاڑیوں میں IoT پر مبنی telematics systems متعارف کروا چکے ہیں، جو گاڑی کی پرفارمنس، لوکیشن اور سروسنگ کی ضرورت کا ڈیٹا ڈرائیور اور کمپنی کو براہ راست فراہم کرتے ہیں۔ گھریلو سطح پر PTCL Smart Solutions، Home Automation اور دیگر کمپنیز اسمارٹ اوون، اسمارٹ فریج، ریموٹ کنٹرولڈ لائٹس اور AC جیسی سہولیات

فراہم کر رہی ہیں، جو صارفین کے موبائل فون سے جڑی ہوتی ہیں اور توانائی کی بچت اور آرام دہ طرزِ زندگی کو ممکن بناتی ہیں۔ اس کے علاوہ بڑے شہروں میں اسمارٹ اسٹریٹ لائٹس، ٹریفک مینجمنٹ اور کچرا کلیکشن سسٹمز پر IoT ٹیکنالوجی آزمائی جا رہی ہے۔ پاکستان سٹیزن پورٹل (PCP)، جو 2018ء میں متعارف کروایا گیا، اب تک 4.5 ملین سے زائد شہری شکایات وصول اور حل کر چکا ہے۔ اس ایپ نے حکمرانی کو عوام کے دروازے تک پہنچا دیا اور حکومتی اداروں کی کارکردگی پر عوام کی براہ راست نگرانی کا ذریعہ بن گیا۔ مزید یہ کہ ای-اسٹامپ، ای-چالان اور لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ سسٹمز نے زمینوں کی خرید و فروخت، ٹیکس کی ادائیگی اور عدالتوں میں شواہد کو شفاف اور آسان بنایا۔ (ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن) کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں تقریباً 71 ملین لوگ سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں، جن میں زیادہ تر تعداد نوجوانوں کی ہے۔ فیس بک، ٹوئٹر انسٹاگرام اور ٹک ٹاک جیسے پلیٹ فارمز نے عوام کو ایک نئی طاقت دی ہے جہاں وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں، اپنی ثقافتی شناخت کو اجاگر کر سکتے ہیں

ٹیکنالوجی نے آن لائن شاپنگ، ڈیجیٹل انٹرٹینمنٹ اور نئی ثقافتی جہتوں کو بھی جنم دیا ہے۔ دراز، بائیکیہ اور فوڈ پانڈا جیسی ایپس نے خریداری اور روزمرہ کی سہولتوں کا انداز بدل دیا۔ جس سے پاکستان میں آن لائن شاپنگ میں 35 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ نوجوان ڈیجیٹل انٹرپرینیورز کی شمولیت اور ٹیکنالوجی اصلاحات نے آئی ٹی کو پاکستان کی معیشت کا تیزی سے ابھرتا ہوا انجن بنا دیا ہے، جو روزگار، برآمدات اور

عالمی ٹیک تعاون کو نئی سطح پر لے جا رہا ہے۔ پاکستان کے پاس دنیا کے ان چند ممالک میں شامل ہونے کا موقع ہے جہاں نوجوانوں کی توانائی کو ڈیجیٹل انوویشن کے ذریعے قومی ترقی کا محرک بنایا جا سکتا ہے تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ ڈیجیٹل پالیسیوں، تربیتی پروگرامز اور انفراسٹرکچر کی ترقی پر مستقل بنیادوں پر کام ہو۔ پاکستان کے نوجوان، اساتذہ، سائنسدان، کاروباری حضرات اور عام شہری اگر اپنی صلاحیتوں کو مثبت سمت میں لگا دیں تو وہ پاکستان کو ڈیجیٹل ترقی کی ایسی منزل پر پہنچا سکتے ہیں جہاں خوشحالی، خود کفالت اور عزت و وقار ہمارا مقدر ہوگا۔ یہ سب خواب صرف اس وقت حقیقت بن سکتے ہیں جب ہم ایک قوم بن کر اس منزل کی جانب بڑھیں اب وہ وقت ہے جب ہم سب کو اپنے حصے کی شمع جلانی ہے اور پاکستان کے ڈیجیٹل مستقبل کی شاہراہ پر امیدوں کے چراغ روشن کرنے ہیں کیونکہ یہی راستہ ہماری خودمختاری، ترقی اور وقار کی ضمانت ہے۔

ہماری مطبوعات

نمبر شمار	مطبوعات	زبان	قیمت پاکستانی روپے	قیمت امریکی ڈالر
1	قائداعظم محمد علی جناح خطابات اور بیانات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	150/-	$-05
2	قائداعظم محمد علی جناح خطابات اور بیانات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	150/-	$-05
3	قائداعظم محمد علی جناح خطابات اور بیانات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	اردو	350/-	$-17
4	قائداعظم محمد علی جناح (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	350/-	$-17
5	قائداعظم محمد علی جناح (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	350/-	$-17
6	قائداعظم کے منتخب اقوال	انگریزی	100/-	$-04
7	اقوال قائد (پیپر بیک)	انگریزی	50/-	$-03
8	قائداعظم کے بانی محمد علی جناح	انگریزی	400/-	$-15
9	جناح اور ان کا دور (از عزیز بیگ)	انگریزی	250/-	$-10
10	مادر ملت سرمایۂ ملت	اردو	250/-	$-10
11	مادر ملت تصویری البم	اردو	250/-	$-10
12	پاکستان [illegible]	انگریزی	200/-	$-04
13	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2006ء (چھ جلدیں)	انگریزی	450/-	$-17
14	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2006ء (پیپر بیک) (چھ جلدیں)	انگریزی	400/-	$-15
15	پاکستان [illegible]	انگریزی	250/-	
16	پاکستان بنیادی حقائق	انگریزی	50/-	$-02
17	آئینہ پاکستان ایک طائرانہ نظر	انگریزی	2000/-	$-120
18	پاکستان [illegible]	انگریزی	1000/-	$-20
19	پاکستان [illegible]	انگریزی-عربی-فرانسیسی-چائنیز	500/-	$-20
20	[illegible]	انگریزی	2500/-	$-125
21	بچوں کے لیے کتابچہ	انگریزی	60/-	
22	[illegible]	انگریزی	200/-	$-12
23	ٹرک آرٹ	انگریزی	200/-	$-08
24	گندھارا آرٹ ان پاکستان (از ڈاکٹر احمد حسن دانی)	انگریزی	100/-	$-04
25	اسلامک آرکیٹیکچرل ہیریٹیج آف پاکستان (از ڈاکٹر احمد حسن دانی)	انگریزی	100/-	$-04
26	اسلامی معاشرتی اقدار	اردو	15/-	$-01
27	وحدت افکار (علامہ اقبال کی شاعری سے انتخاب)	اردو	100/-	$-04
28	رحمت کا فرشتہ (عبدالستار ایدھی)	انگریزی	615/-	$-50
29	ماہ نو غالب (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
30	ماہ نو اقبال (خصوصی ایڈیشن)	اردو	350/-	$-17
31	ماہ نو قائداعظم (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
32	ماہ نو فیض (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
33	ماہ نو احمد فراز (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
34	ماہ نو احمد ندیم قاسمی (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
35	ماہ نو جالب نمبر (خصوصی ایڈیشن)	اردو	500/-	$-60
36	ماہ نو جوش (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
37	ماہ نو انتخاب منظوم (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
38	ماہ نو انتخاب 2018ء (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
39	ماہ نو سرسید احمد خان (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-15
40	ماہ نو منٹو (خصوصی ایڈیشن)	اردو	400/-	$-60
41	ماہ نو (ماہانہ) (گذشتہ شمارے)	اردو	100/- فی شمارہ	
42	ماہ نو (ماہانہ) (آن لائن)	اردو		
43	پاک جمہوریت (ہفت روزہ) (خصوصی ایڈیشن)	اردو	10/-	
44	پاک جمہوریت (ماہانہ) (گذشتہ شمارے)	اردو	100/- فی شمارہ	
45	پاک جمہوریت (ماہانہ) (آن لائن)	اردو		
46	پاکستان پکٹوریل	انگریزی	200/-	$-120

رابطہ برائے خریداری

مینجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلیکیشنز، بی۔ ایف بلڈنگ، زیرو پوائنٹ، اسلام آباد، پاکستان۔ فون: 051-9252182 فیکس: 051-9252176

DIRECTORATE OF ELECTRONIC MEDIA AND PUBLICATIONS

ڈائریکٹوریٹ آف الیکٹرانک میڈیا اینڈ پبلی کیشنز، اسلام آباد
ریجنل آفس: 291اے، ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور۔